ثنائیات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں ہم نے ایسی احادیث کا انتخاب کیا ہے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثنائیات میں شمار ہوتی ہیں۔ثنائیات ایسی روایات کو کہا جاتا ہے جس کی سند کے درمیان میں صرف دوراوی ہوں۔اس میں تمام احادیث وہ ہیں جن کی سند میں امام ابو حنیفہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ کا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین!!!

مؤلف

حضرت مولانا علی معاویہ بہاری

ناشر

احسان خان مکان نمبر 124 C بلاک بہاری کالونی، گوجرانوالہ

موبائل نمبر: 0332-8573411 - 0343-4863345

کتاب کا نام	ثنائیاتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف	علی معاویہ بہاری
کمپوزنگ	ماہر گرافکس 0333-8276791
ٹائٹل	ماہر گرافکس
صفحات	192
پریس	
تاریخ طبع اول	جون 2018
قیمت	

ملنے کے پتے

1......احسان خان مکان نمبر 124 C بلاک بہاری کالونی گوجرانوالہ

2......مکتبہ امام اہل سنت مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

3......مکتبہ اہل سنت والجماعت مرکز اہل سنت چک 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
(۱)......محرمات النکاح	۷
(۲)......جو شخص توحید ورسالت کی گواہی دے اس کا کیا حکم ہے؟	۱۳
(۳)......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے	۱۶
(۴)......نماز اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان	۱۹
(۵)......سفر میں روزہ کھولنے کی اجازت کا بیان	۲۱
(۶)......خصائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان	۲۳
(۷)......شفاعت کا بیان	۲۵
(۸)......نمازِ عشاء میں پڑھی جانے والی سورت کا بیان	۲۸
(۹)......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کا ذکر	۳۰
(۱۰)......نظرِ بد کا دم کرنا	۳۳
(۱۱)......حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۳۵
(۱۲)......شبہات کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں	۳۸
(۱۳)......بیع سلم کا بیان	۴۰
(۱۴)......سجدہ میں اپنے بازوؤں کو نہ بچھائیں	۴۲
(۱۵)......محرم کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا	۴۴
(۱۶)......شفعہ کا بیان	۴۶
(۱۷)......حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	۴۸
(۱۸)......امت مسلمہ کے فضائل	۵۰
(۱۹)......یہ امت کس طرح فنا ہوگی؟	۵۳

مضامین	صفحہ
(۲۰)......وراثت کے حصے ذوی الفروض کو دینے کا بیان	۵۴
(۲۱)......سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا بیان	۵۶
(۲۲)......جب آدمی مجلس میں آئے تو کہاں بیٹھے؟	۵۸
(۲۳)......نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہنے کا بیان	۶۰
(۲۴)......تشہد کا بیان	۶۲
(۲۵)......گھریلو گدھوں کی حرمت کا بیان	۶۴
(۲۶)......مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟	۶۶
(۲۷)......زمانے کی سختی کا نتیجہ کیا ہوگا؟	۶۹
(۲۸)......متعہ کی حرمت کا بیان	۷۲
(۲۹)......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنے والا جہنم میں جائے گا	۷۴
(۳۰)......فجر کی نماز میں قرأت کا بیان	۷۶
(۳۱)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان	۷۸
(۳۲)......نرمی کا بیان	۸۱
(۳۳)......مجثمہ کی حرمت کا بیان	۸۳
(۳۴)......کنواری لڑکیوں سے نکاح کی ترغیب کا بیان	۸۵
(۳۵)......محرم کا لباس	۸۷
(۳۶)......دھوکے کی مذمت کا بیان	۹۰
(۳۷)......بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں سحری سے نہ روک دے	۹۲
(۳۸)......استلام کا بیان	۹۵
(۳۹)......منکرینِ تقدیر کی مذمت	۹۷
(۴۰)......جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم	۹۹
(۴۱)......متعہ کی حقیقت	۱۰۱

مضامین	صفحہ
(۴۲)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان	۱۰۳
(۴۳)......پنجہ سے شکار کرنے والے پرندہ کی حرمت کا بیان	۱۰۵
(۴۴)......متعہ کی حرمت کا بیان	۱۰۷
(۴۵)......جھوٹی گواہی دینے کی سزا	۱۰۸
(۴۶)......کچلی والے درندے سے ممانعت کا بیان	۱۱۰
(۴۷)......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۱۱۲
(۴۸)......سفر میں نماز کو مختصر کرنے کا بیان	۱۱۵
(۴۹)......عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے کا بیان	۱۱۷
(۵۰)......یتیمی کب تک رہتی ہے؟	۱۱۹
(۵۱)......یتیم بچی کا نکاح کروانا	۱۲۰
(۵۲)......صفوں کے ملانے والوں کی فضیلت کا بیان	۱۲۱
(۵۳)......جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے؟	۱۲۴
(۵۴)......ستاروں میں دیکھنے کا بیان	۱۲۷
(۵۵)......ثریا ستارہ کا بیان	۱۲۸
(۵۶)......جمرات پر کنکری پھینکنا	۱۲۹
(۵۷)......استلام کا بیان	۱۳۲
(۵۸)......رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے	۱۳۳
(۵۹)......رکاز کا حکم	۱۳۵
(۶۰)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان	۱۳۷
(۶۱)......اداءِ حج میں جلدی کرنا	۱۴۰
(۶۲)......باندی کی طلاق	۱۴۲

مضامین	صفحہ
(٦٣)......سود ادھار میں ہوتا ہے	١٤٣
(٦٤)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصداً جھوٹی بات کی نسبت کرنے پر سخت وعید کا بیان	١٤٦
(٦٥)......شفاعت کا بیان	١٤٨
(٦٦)......فراست مومن کا بیان	١٥٢
(٦٧)......پانی جس چیز سے ہٹ جائے تو کیا حکم ہے؟	١٥٣
(٦٨)......جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے	١٥٥
(٦٩)......خطبہ سے پہلے بیٹھنے کا بیان	١٥٦
(٧٠)......عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا	١٥٧
(٧١)......کیا کوئی مسلمان کسی عیسائی کا وارث ہوسکتا ہے؟	١٥٩
(٧٢)......تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہونے کا بیان	١٦٢
(٧٣)......سرکہ کی فضیلت کا بیان	١٦٣
(٧٤)......مخابرہ سے ممانعت کا بیان	١٦٥
(٧٥)......شیطان کا فتنہ پیدا کرنا	١٦٦
(٧٦)......کلمہ توحید کی گواہی تک لوگوں سے قتال کا بیان	١٦٨
(٧٧)......ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کی ممانعت	١٧١
(٧٨)......آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم	١٧٣
(٧٩)......ایک کپڑے میں نماز کے جواز کا بیان	١٧٥
(٨٠)......عدت کا بیان	١٧٨
(٨١)......دو غلاموں کو ایک غلام کے عوض خریدنا	١٨٠
(٨٢)......پھل پکنے سے پہلے خریدنے کی ممانعت	١٨١
(٨٣)......مشتری کی طرف سے شرط کر لینے کے بیان میں	١٨٣
(٨٤)......جائز اور ناجائز بیوع کا بیان یعنی بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع فرمانا	١٨٦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(١)......محرمات النکاح

ابو حنيفة عن الشعبی عن جابر بن عبدالله وأبی هريرة رضی الله عنهم قالا: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا تُنكح المرأة علی عَمَّتها ولا علی خالتها ولا تنكح الكبری علی الصُّغری ولا الصّغری علی الكبری. (مسند حصكفی باب امتناع الجمع بين المرأة وعمتها و خالتها)

ترجمہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شعبی (عامر بن شراحبیل) سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت پر اس کی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کرے اور نہ نکاح کرے بڑی عمر والی سے چھوٹی عمر والی پر اور نہ چھوٹی عمر والی سے بڑی عمر والی پر۔

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابی دائود جلد١ ص٢٨٢، باب ما يكره ايجمع بينهن من النساء (مكتبه اقرأ قرآن كمپنی)

(٢) جامع الترمذی جلد ١ ص٢١٤، باب ما جاء لا تنكح المرأة علٰی عمتها (قديمی)

(٣) سنن ابن ماجة ص١٣٨ باب لا تنكح المرأة علٰی عمتها ولا علی خالتها (قديمی)

(٤) مسلم جلد١ ص٢٥٢، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها او

خالتها فی النکاح (مکتبہ الحسن)

(۵) بخاری جلد ۲ ص ۷۶۶، باب لا تنکح المرأة علیٰ عمتها (مکتبہ المیزان)

(٦) سنن النسائی جلد۲ ص۸۱، باب تحریم الجمع بین المرأة و خالتها (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام مِزّی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی ۷۴۲ھ اپنی کتاب تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام نعمان بن ثابت ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی کنیت ہے، کوفہ کے رہنے والے ہیں، فقہ کے مشہور امام ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث شریف کے اساتذہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ابراہیم بن محمد بن المنتشر، (۲) جبلہ بن سحیم، (۳) حماد بن ابی سلیمان، (۴) خالد بن علقمہ، (۵) زیادہ بن علاقہ، (۶) سماک بن حرب، (۷) عامر شعبی، (۸) عبداللہ بن ابی حبیبہ، (۹) عبداللہ بن دینار، (۱۰) عطاء بن ابی رباح، (۱۱) عطاء بن السائب، (۱۲) عطیہ عوفی، (۱۳) عکرمہؒ مولیٰ ابن عباس، (۱۴) علقمہ بن مرثد، (۱۵) محارب بن دثار، (۱۶) اسماعیل بن عبدالملک بن ابی صفیراء، (۱۷) ابی ہند حارث ابن عبدالرحمان الھمدانی، (۱۸) حسن بن عبید اللہ، (۱۹) حکم بن عتیبہ، (۲۰) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، (۲۱) زبید الیامی، (۲۲) زیادہ بن علاقہ، (۲۳) سعید بن مسروق ثوری، (۲۴) سلمہ بن کہیل، (۲۵) ابی رؤبہ شداد ابن عبدالرحمٰن، (۲۶) شیبان بن عبدالرحمٰن، (۲۷) طاؤس بن کیسان، (۲۸) طریف ابی سفیان سعدی، (۲۹) ابی سفیان طلحہ بن نافع، (۳۰) عاصم بن کلیب، (۳۱) عاصم بن ابی النجود، (۳۲) عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، (۳۳) قابوس بن ابی، (۳۴) عبدالکریم ابی امیہ بصری، (۳۵) عبدالملک بن عمیر، (۳۶) عدی بن ثابت انصاری، (۳۷) علی بن اقمر، (۳۸) علی بن حسن زراد، (۳۹) عمر بن دینار، (۴۰) عوف بن

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، (۴۱) قابوس بن ابی طبیان، (۴۲) قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، (۴۳) قتادہ بن دعامہ، (۴۴) قیس بن مسلم جدلی، (۴۵) محمد بن زبیر حنظلی، (۴۶) محمد بن سائب کلبی، (۴۷) ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، (۴۸) محمد بن قیس ھمدانی، (۴۹) محمد بن مسلم بن شہاب زہری، (۵۰) محمد بن منکدر، (۵۱) مکحول بن راشد، (۵۲) مسلم البطین، (۵۳) مسلم الملائی، (۵۴) معن بن عبدالرحمٰن، (۵۵) مقسم، (۵۶) منصور بن معتمر، (۵۷) موسیٰ بن ابی عائشہ، (۵۸) ناصح بن عبداللہ محلمی، (۵۹) نافعؒ مولیٰ ابن عمر، (۶۰) ہشام بن عروہ، (۶۱) ابی غسان ہیثم بن حبیب صراف، (۶۲) ولید بن سریع المخزومی، (۶۳) یحییٰ بن سعید انصاری، (۶۴) ابو جحیہ یحییٰ بن عبداللہ الکندی، (۶۵) یحییٰ بن عبداللہ جابر، (۶۶) یزید بن صہیب فقیر، (۶۷) یزید بن عبدالرحمٰن کوفی، (۶۸) یونس بن عبداللہ ابن ابی فروہ، (۶۹) ابواسحاق سبیعی، (۷۰) ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم، (۷۱) ابو جناب کلبی، (۷۲) ابو حصین اسدی، (۷۳) ابوزبیر مکی، (۷۴) ابوسوار اور انہیں ابوسواد سلمی بھی کہا جاتا ہے، (۷۵) ابوعون ثقفی، (۷۶) ابوفروہ جہنی، (۷۷) ابومعبدؒ مولیٰ ابن عباس، (۷۸) ابویعفور العبدی وغیرہ۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث پاک میں تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) ابراہیم بن طہمان، (۲) ابیض بن اعز بن صباح منقری، (۳) اسباط بن محمد قرشی، (۴) اسحاق بن یوسف ارزق، (۵) اسد بن عمرو البجلی القاضی، (۶) اسماعیل بن یحییٰ صیرفی، (۷) ایوب بن ہانی الجعفی، (۸) جارود بن یزید نیسابوری، (۹) جعفر بن عون، (۱۰) حارث بن نبہان، (۱۱) حبان بن علی العنزی، (۱۲) حسن بن زیاد لولوی، (۱۳) حسن بن فرات القزاز، (۱۴) حسین بن حسن بن عطیہ عوفی، (۱۵) حفص بن عبدالرحمٰن البلخی القاضی، (۱۶) حکام بن مسلم الرازی، (۱۷) ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی، (۱۸) امام صاحب کے بیٹے حماد بن ابی حنیفہ، (۱۹) حمزہ بن حبیب الزیات، (۲۰) خارجہ بن مصعب السرخسی،

(۲۱) داؤد بن نصیر الطائی، (۲۲) ابو ہذیل زفر بن ہذیل تمیمی، (۲۳) زید بن حباب عکلی، (۲۴) سابق رقی، (۲۵) سعد بن صلت قاضی شیراز، (۲۶) سعید بن ابی جہم قابوسی، (۲۷) سعید بن سلام بن ابی ہیفاء، (۲۸) عطاء بصری، (۲۹) سلم بن سالم البلخی، (۳۰) سلیمان بن عمرو نخعی، (۳۱) سہل بن مزاحم، (۳۲) شعیب بن اسحاق دمشقی، (۳۳) صباح بن محارب، (۳۴) صلت بن حجاج کوفی، (۳۵) ابو عاصم ضحاک بن مخلد، (۳۶) عامر بن فرات النسوی، (۳۷) عائذ بن حبیب، (۳۸) عباد بن عوام، (۳۹) عبداللہ بن مبارک، (۴۰) عبداللہ بن یزید المقرئ، (۴۱) ابو یحییٰ عبدالمجید بن عبدالرحمٰن حمانی، (۴۲) عبدالرزاق بن ہمام، (۴۳) عبدالعزیز بن خالد ترمذی، (۴۴) عبدالکریم بن محمد جرجانی، (۴۵) عبدالمجید بن عبد العزیز ابی رواد، (۴۶) عبدالوارث بن سعید، (۴۷) عبداللہ بن زبیر قرشی، (۴۸) عبید اللہ بن عمرو الرقی، (۴۹) عبید اللہ ابن موسیٰ، (۵۰) عتاب بن محمد بن شوذب، (۵۱) علی بن ظبیان کوفی، (۵۲) القاضی علی بن عاصم الواسطی، (۵۳) علی بن مسہر، (۵۴) عمرو بن عنقزی، (۵۵) ابو قطن عمرو بن ہیثم قطعی، (۵۶) عیسیٰ بن یونس، (۵۷) ابو نعیم فضل بن دکین، (۵۸) فضل بن موسیٰ سینانی، (۵۹) قاسم بن حکم عرنی، (۶۰) قاسم بن معن مسعودی، (۶۱) قیس بن ربیع، (۶۲) محمد بن ابان عنبری کوفی، (۶۳) محمد بن بشر عبدی، (۶۴) محمد بن حسن بن اُتش صنعانی، (۶۵) محمد بن حسن الشیبانی، (۶۶) محمد خالد وہبی، (۶۷) محمد ابن عبداللہ انصاری، (۶۸) محمد بن فضل بن عطیہ، (۶۹) محمد بن قاسم اسدی، (۷۰) محمد بن مسروق کوفی، (۷۱) محمد بن یزید واسطی، (۷۲) مروان بن سالم، (۷۳) مصعب بن مقدام، (۷۴) معافی بن عمران الموصلی، (۷۵) مکی بن ابراہیم البلخی، (۷۶) ابو سہل نصر بن عبدالکریم البلخی المعروف بالصیقل، (۷۷) نصر بن عبدالملک العتکی، (۷۸) ابو غالب نضر بن عبداللہ ازدی، (۷۹) نصر بن محمد المروزی، (۸۰) نعمان بن عبدالسلام اصبہانی، (۸۱) نوح بن درّاج القاضی، (۸۲) ابو عصمہ نوح بن ابی مریم،

(۸۳) ہشیم بن بشیر، (۸۴) ہوذہ ابن خلیفہ، (۸۵) ھیاج بن بسطام البرجمتی (۸۶) وکیع بن جراح، (۸۷) یحییٰ بن ایوب المصری، (۸۸) یحییٰ بن نصر بن حاجب، (۸۹) یحییٰ بن ابی یمان، (۹۰) یزید بن زریع، (۹۱) یزید بن ہارون، (۹۲) یونس بن بکیر شیبانی، (۹۳) ابو اسحاق الفزاری، (۹۴) ابو حمزہ سکری، (۹۵) ابو سعید صاغانی، (۹۶) ابو شہاب حناط، (۹۷) ابو مقاتل سمرقندی، (۹۷) قاضی ابو یوسف وغیرہ۔

(تہذیب الکمال جلد ۲۹، ص ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱ مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو انہیں یاد ہوتی ہیں۔

صالح بن محمد اسدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ فی الحدیث ہیں۔

احمد بن محمد بن قاسم بن محرز رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثیں لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(تہذیب الکمال جلد ۲۹، ص ۴۲۴ مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سن ۸۵۲ھ اور علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۲ھ دونوں فرماتے ہیں کہ امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ (تہذیب الکمال جلد ۲۹، ص ۴۱۸ مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

(تہذیب التہذیب جلد ۱۰، ص ۴۴۹ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

اس سند کے دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا پورا نام عامر بن شراحیل شعبی ہے۔ ثقہ ہیں۔ مشہور ہیں امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے بڑھ کر فقیہ کسی کو نہیں دیکھا ان کی وفات ۱۰۰ھ کے بعد ہوئی ہے اور ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ (تقریب جلد ۱ ص ۴۶۱ قدیمی)

ابن حبان نے شعبی ؒ کو ثقات میں شمار کیا ہے اور امام زہری ؒ فرماتے ہیں کہ علماء تو صرف چار ہی ہیں ابن مسیب مدینہ میں امام شعبی ؒ کوفہ میں اور حسن بصری ؒ، بصرہ میں اور امام مکحول ؒ شام میں، امام زہری ؒ فرماتے ہیں کہ امام شعبی ؒ کی وفات سن ۱۰۴ھ میں ہوئی اور ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔ (تنسیق النظام ص ۶۲ مکتبۃ المیز ان)

امام شعبی ؒ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ، جابر بن عبداللہ ؓ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۶۵ مطبوعہ حیدر آباد دکن) اور شعبی ؒ سے امام ابوحنیفہ ؒ نے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۶۲ مکتبۃ المیز ان)

اس حدیث کی سند کے آخر میں دو صحابی ہیں' حضرت جابر بن عبداللہ ؓ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں، حافظ الحدیث کہلاتے ہیں ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اصل نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ والد کا نام ابن غنم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا اپنا نام عبداللہ بن عائذ ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ ان کے والد کا نام عائذ نہیں بلکہ عامر ہے۔ ان کی وفات سن ۵۷ یا ۵۸، ۵۹ھ میں ہوئی ان کی عمر ۷۸ سال تھی۔

(تقریب جلد ۲ ص ۴۸۳، قدیمی)

حافظ بقی بن مخلد الاندلسی اپنی مسند میں ذکر کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ ؓ سے ۵۳۷۴ حدیثیں مروی ہیں اتنی کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۳۹، مکتبۃ المیز ان)

اس سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن عمرو انصاری مدنی ؓ ہیں۔ یہ خود بھی صحابی اور ان کے والد عبداللہ بن عمرو ؓ بھی صحابی ہیں۔ ۱۹ غزوات میں شریک رہے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ان کی عمر ۹۴ برس تھی۔

(تقریب جلد ۱ ص ۱۵۳)

ملا علی قاری ؒ فرماتے کہ جابر بن عبداللہ ؓ کی وفات سن ۷۷ یا ۷۸ ہجری میں ہوئی ہے۔ (تنسیق النظام فی مسند الامام مصنف علامہ محمد حسن سنبھلی ص ۷ المکتبۃ المیز ان)

نوٹ:

اس حدیث کو امام بخاری ؒ نے بخاری شریف میں ذکر کیا ہے۔ پانچ واسطوں کے ساتھ یعنی امام بخاری ؒ اور صحابی کے درمیان چار واسطے ہیں۔ امام بخاری سے لے کر امام شعبی ؒ تک تین واسطے اور امام شعبی ؒ کو ملا کر صحابی تک کل چار واسطے ہیں۔ دیکھئے بخاری جلد ۲ ص ۷۶۶ جبکہ امام ابوحنیفہ ؒ اس حدیث کو امام شعبی ؒ سے براہِ راست نقل کرتے ہیں اور صحابی تک صرف ایک واسطہ ہے۔

ناظرین آپ خود انصاف کی نظر سے دونوں سندوں کا موازنہ فرمائیں کہ اس حدیث کو امام ابوحنیفہ ؒ بھی نقل کرتے ہیں اور امام بخاری ؒ بھی نقل کرتے ہیں اور دونوں نے امام شعبی ؒ ہی کے طریق سے روایت کیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ بغیر کسی واسطہ کے امام شعبی ؒ سے روایت کرتے ہیں اور امام بخاری ؒ تین واسطوں سے۔ تو بتائیے کس کی سند زیادہ مضبوط اور عالی ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی عورت کا ایسے مرد سے نکاح کرنا حرام ہے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی پھوپھی یا خالہ ہو اسی طرح پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو ایک ہی آدمی کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۲۴۷ مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۲)......جو شخص توحید و رسالت کی گواہی دے اس کا کیا حکم ہے؟

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَبِيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ صَاحِبَ

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ وَجَبَتْ لَـهُ الْجَنَّةُ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّىْ سَاعَةً ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ وَجَبَتْ لَـهُ الْجَنَّةُ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّىْ سَاعَةً ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ وَجَبَتْ لَـهُ الْجَنَّةُ قَالَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ فَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى اِصْبَعِ اَبِى الدَّرْدَاءِ السَّبَّابَةِ يُوْمِئُ اِلٰى اَرْنَبَتِهٖ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ عبداللہ بن حبیبہ سے وہ ابوالدرداء ؓ سے روایت کرتے ہیں عبداللہ بن حبیبہ ؒ کہتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت ابو الدرداء ؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن اس دوران کہ میں نبی ؑ کے ساتھ ایک سواری پر پیچھے سوار تھا' نبی ؑ نے فرمایا: اے ابودرداء! جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں' تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی' میں نے عرض کیا خواہ اس سے زنا اور چوری کا ارتکاب بھی ہو جائے؟ یہ سن کر نبی ؑ ایک لحظہ خاموش رہے اور کچھ دیر چلنے کے بعد پھر وہی بات فرمائی، میں نے پھر وہی سوال کیا تین مرتبہ اس طرح ہونے کے بعد نبی ؑ نے فرمایا: ہاں! اگر اس سے زنا اور چوری کا ارتکاب بھی ہو جائے اور اگر چہ ابو درداء کی ناک خاک آلود ہی ہو جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ آج بھی حضرت ابودرداء ؓ کی شہادت والی انگلی مجھے اپنے سامنے نظر آتی ہے۔

جب کہ انہوں نے اسے اپنی ناک کے نرم حصے پر رکھا تھا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب ما جاء فیمن شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی بہت سارے محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ کسی کتاب میں الفاظ کی زیادتی ہے لیکن نفس مضمون بعینہٖ یہی ہے۔

(۱) کتاب الآثار لامام محمد رحمه الله ص۱۲۲

(۲) کتاب الآثار لابی یوسف رحمه الله ص۱۹۷، حدیث نمبر ۸۹۱

(۳) مسند ابی حنیفة رحمه الله لابن خسرو البلخی جلد۲ ص۵۷۲، حدیث نمبر ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۷۸۰.

(٤) بخاری جلد۱ ص۱٦٥، باب ماجاء فی الجنائز ومن کان آخر کلامه لا اله الا الله

(٥) مسند الامام احمد جلد ۲ ص۳۵۷

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی جلد٦ ص۲۷٦ حدیث نمبر ۱۰۹٦۳

(۷) ترمذی جلد۲ ص۹۲، باب ماجاء فی من یموت وهو یشهد ان لا اله الا الله (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب ؒ کے استاد عبداللہ بن حبیبہ ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ مومن کے کیسا بھی ہو توحید وسنت کے اقرار

کی برکت سے جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا میں کوئی بھی صدقِ دل سے توحید ورسالت کا اقرار کرنے والا ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہوگا توحید ورسالت کا اقرار کرنے والا اگر گناہوں سے پاک ہے دنیا میں نیک عمل کرتا تھا گناہوں سے بچتا تھا تو ابتداءً جنت میں داخل ہوگا اور اگر گناہگار ہے تو ابتداءً جہنم میں داخل ہوگا اور سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت اس پر واجب ہوگی اور وہ جنت میں داخل ہوگا اس پر قرآن وحدیث میں واضح دلائل موجود ہیں۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۶، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳)......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے

اخبرنی ابو القاسم الأزهری حدثنا أبو نصر محمد بن أحمد بن محمد بن موسٰی بن جعفر الملاحمی البخاری بانتخاب الدارقطنی حدثنا عبدالله بن محمد بن یعقوب حدثنا عبدالرحیم بن عبدالله بن إسحاق السمنانی حدثنا محمد بن القرخ البغدادی أبو جعفر بقزوین حدثنا إسحاق بن بشر القرشی حدثنا أبو حنیفة عن حماد عن أنس رضی الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَجْهَرُوْنَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ:

''مجھے ابوالقاسم الازہری نے خبر دی، ہم سے ابونصر محمد بن احمد بن محمد بن موسیٰ جعفر الملاحمی البخاری نے انتخابِ دارقطنی سے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن محمد بن یعقوب، ان سے عبدالرحیم بن عبداللہ بن اسحاق السمنانی، ان سے ابوجعفر بن محمد الفرخ البغدادی قزوینی

نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن بشر القرشی، ان سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے حماد اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (جماعت کراتے ہوئے) بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے (بلکہ سورۃ الفاتحہ سے قرأت شروع کرتے تھے)۔''

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دوسرے راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ یہاں پر ان کا مختصر تعارف نقل کیا جاتا ہے۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حماد فقیہ ہیں اور سچ بولنے والے تھے ان کی وفات ۱۲۰ یا ۱۱۹ھ میں ہوئی ہے۔ (تقریب ۱/ ۲۳۸)

حماد بن ابی سلیمان نے انس بن مالک، زید بن وہب، سعید بن مسیب، عکرمہ وغیرہ سے روایت کیا ہے اور حماد سے اسماعیل، عاصم، ابوحنیفہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۱۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

معمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان سے بڑا فقیہ کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا۔

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں۔

ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد سچوں میں سے ہیں۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حماد رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ کہا ہے۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۵۰ مکتبہ المیزان لاہور، تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۱۶، ۱۷ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس حدیث کے تیسرے راوی مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک ؓ ہیں۔ دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ہیں اور حضرت عمر ؓ کے دورِ خلافت میں بصرہ چلے گئے تھے اور بصرہ کے اندر ہی قیام پذیر رہے اور ان کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔ (تقریب ۱/۱۱۱، قدیمی کراچی)

تخریج حدیث:

دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۱/۱، من کان لا یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (حدیث نمبر ٤١٤٤)

(۲) مسند امام احمد ۱۷۹/۳ (حدیث نمبر ۱۲۸٦۸) جلد ۲۷۵/۳ (حدیث نمبر ۱۳۹٤۳)

(۳) صحیح ابن خزیمة ۲۵۰/۱ (حدیث نمبر ٤٩٥، ٤٩٦، ٤٩٧)

(٤) سنن نسائی المجتبیٰ ۱۳۵/۲ ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (حدیث نمبر ۹۰۷)

(٥) کتاب الآثار لابی یوسف ص۲۲ حدیث نمبر ۱۰۷

(٦) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص٤٨٩ حدیث نمبر ٥٤٣

(۷) سنن ابن ماجة ص٥٩ باب افتتاح القرأة (قدیمی)

(۸) بخاری جلد ۱ ص۱۰۳ باب ما یقرأ بعد التکبیر (مکتبة المیزان)

(۹) سنن النسائی جلد ۱ ص١٤٤، ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (قدیمی)

(۱۰) مسند جلد ۱ ص۱۷۲، باب حجة من قال یجهر ببسم الله (مکتبة الحسن)

(۱۱) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۲ ص٥١، باب من قال یجهر بهما (حدیث نمبر ۲۲٤۳)

(۱۲) دار قطنی جلد۱ ص۳۱٥، باب ذکر اختلاف الروایة فی الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم.

(۱۳) صحیح ابن حبان جلد٥ ص۱۰۳ (حدیث نمبر ۱۷۹۹)

(١٤) جامع الترمذی جلد۱ ص٥٧، باب ماجاء فی ترك الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (قدیمی)

شرح حدیث:

حضرت انس ؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنی چاہیے۔ اونچی آواز سے نہیں یہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر ؓ کا طریقہ ہے۔

تاہم حضرت عبداللہ بن عباس ؓ والی روایت جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بسم اللہ جہراً پڑھنے کا ذکر ہے تو وہ روایت بیانِ جواز اور تعلیم پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تعلیم کے لیے بسم اللہ کو اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

تو پتہ چلا کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ ؒ کا مذہب راجح ہے اور عین حدیث کے مطابق ہے۔

(۴)......نماز اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ فِیْ مَوَاقِیْتِهَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ طلحہ بن نافع سے وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا

گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ فی مواقیتھا، حدیث نمبر ۸۵)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۷۶، باب فضل الصلوٰۃ لوقتھا (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲۳۱، باب کراھۃ تاخیر الصلوٰۃ عن وقتھا (مکتبۃ الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۴۳، باب ماجاء فی وقت الاول من الفضل (قدیمی)

(٤) الکامل لابن عدی جلد۲ ص۴۹۸

(۵) سنن النسائی جلد۱ ص۱۰۰، باب فضل الصلوٰۃ لمواقیتھا (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پورا نام طلحہ بن نافع الواسطی ہے ابوسفیان ان کی کنیت ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب میں طلحہ کو صدوق کہا ہے۔ (تقریب جلد۱ ص۴۵۲ قدیمی)

ابن حبان نے طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۶۰، مکتبۃ المیزان، تہذیب التہذیب جلد۵ ص۲۷ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد۵ ص۲۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن) وفات ان کی سن ۱۱۰ھ میں ہوئی ہے۔

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اوقات کی پابندی پر بہت زور دیا ہے اور اس بات کی طرف شدید رغبت دلائی ہے کہ سب سے افضل عمل وہ نماز ہے جو ٹھیک وقت پر ادا کی جائے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۰۴، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

وقت پر نماز پڑھنے سے مراد وقت مستحب ہے۔ (مظاہر حق جلد۱ ص ۵۳۶ مکتبۃ العلم)

(۵)......سفر میں روزہ کھولنے کی اجازت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ ابْنِ حَبِيْبِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا فَشَكَا النَّاسُ اِلَيْهِ الْجُهْدَ فَاَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیثم سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی دو راتیں گزرنے کے

بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں بھی روزہ رکھا لیکن جب مقامِ قدید میں پہنچے تو کچھ لوگوں نے مشقت کی شکایت کی نبی علیہ السلام نے روزہ چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے تک مستقل افطار فرماتے رہے۔

(مسند حصکفی کتاب الصوم، باب مَا جَاءَ فِيْ رُخْصَةِ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ)

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات اور تیسرے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دوسرے راوی ہیثم بن حبیب الصیر فی ہیں۔

ہیثم بن حبیب الصیر فی سچوں میں سے ہیں۔ (تقریب ج۲ ص۲۷۶ قدیمی)

ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ ہیثم بڑے تابعین میں سے ایک ہیں اور علامہ ابن حبان نے ثقات میں تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۸۸، مکتبۃ المیزان لاہور)

ہیثم بن حبیب سے ابوعوانہ، حفص بن ابی داود، امام ابوحنیفہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔
یحییٰ بن معین نے ہیثم بن حبیب کو ثقہ کہا ہے۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے بھی ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۹۲، حیدرآباد دکن)

تخریج حدیث:

یہ حدیث کچھ الفاظ کے تبدیلی کے ساتھ دیگر کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(۱) بخاری ۲۶۰/۱، باب الصوم فی السفر والافطار (مکتبۃ المیزان لاہور)

(۲) سنن النسائی ۳۱۶/۱، ۳۱۷، باب الصیام فی السفر (قدیمی)

(۳) صحیح مسلم ۳۵۵/۱، باب جواز الصوم والفطر فی شہر رمضان للمسافر (مکتبۃ الحسن لاہور)

(٤) ابو داؤد ۳۲۷/۱، باب السفر فی الصوم (اقرأ قرآن کمپنی لاہور)

نوٹ: ابوداؤد کی اس روایت میں مقام قدید کے بجائے مقام عسفان کا ذکر ہے اور یہ روایتیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہیں۔

(٥) ترمذی ۱۵۱/۱، باب ماجاء فی کراھیۃ الصوم فی السفر (قدیمی کتب خانہ لاہور)

نوٹ: ترمذی کی روایت میں مقام قدید کے بجائے مقام کراع الغمیم کا ذکر ہے۔

شرحِ حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر مشقت والا ہو تو افطار کرنا جائز ہے اور اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ افطار کرنا اور روزہ رکھنا دونوں جائز ہیں۔ سفر خواہ راحت کا ہو یا تکلیف کا لیکن اگر مسافر کو کچھ تکلیف نہیں ہے تو روزہ رکھنا بہتر اور افضل ہے اور اگر مسافر کو مشقت اور ایذا ہوتی ہے تو افطار کرنا روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔

(٦)......خصائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسلم سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو بھی قبول فرما لیتے، مریض کی عیادت کرتے اور گدھے پر سواری کر لیتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِيْ خَصَائِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر ۳۶۱، ص۴۲۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کوامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص ۳۰۸، باب البرأة من الکبر والتواضع (قدیمی)

(۲) مستدرك حاکم جلد۲ ص ٤٦٦

(۳) مصنف ابن ابی شیبة جلد۳ ص ١٦٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد مسلم بن کیسان ہیں۔ پورا نام مسلم بن کیسان الضبی الملائی ابوعبداللہ کنیت ہے۔ (تقریب جلد۲ص ۱۸۰قدیمی)

مسلم بن کیسان یہ متکلم فیہ راوی ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں مسلم بن کیسان یہ جلیل قدر تابعی ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۸۴ مکتبۃ المیز ان)

امام صاحب کے اس طریق پر لوگوں نے کلام کیا ہے تو یہ طریق بطور شواہد ومتابعات کے ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر چہ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ لیکن اصول حدیث کے اعتبار سے فضائل وآداب میں ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہے۔ مذکورہ حدیث احکام کے متعلق نہیں اور اس کا مفہوم بالکل صحیح ہے حدیث کی دیگر کتابوں میں موجود ہے۔ لہٰذا یہ حدیث محدثین کے اصول کے مطابق قبول ہے۔ اور اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول انس رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

مسلم بن کیسان سے امام ابوحنیفہ نے دو حدیثیں روایت کی ہیں پہلی یہی مذکورہ حدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے متعلق دوسری سفر میں رمضان کے روزے کے متعلق۔

(تنسیق النظام ص ۸۴)

شرح حدیث:

تکلف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں قطعاً نہ تھا۔ تواضع نہایت درجہ تھی۔ اس لیے سواری کے عام خچر، گدھے پر سواری کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔ جب ضرورت ہوتی سوار ہو جاتے اور اگر غلام اپنے آقا کی طرف سے آکر دعوت پیش کرتا تو آپ قبول فرماتے اگر چہ اللہ رب العزت نے آپ کو دنیا، دین کی سرداری نصیب فرمائی تھی لیکن غرور وتکبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھٹکتے بھی نہ تھے بلکہ افعال واعمال میں تواضع وانکساری نظر آتی تھی کوئی معمولی سا آدمی بھی بیمار ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے اور اس کو تسلی دیتے تاکہ اس کے افسردہ دل کو تسلی ہو۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۵ص ۱۳۲۶ اضافہ وترمیم مکتبۃ العلم)

(۷)......شفاعت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ یَزِیْدِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یَخْرُجُ اللهُ مِنَ النَّارِ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَزِیْدُ فَقُلْتُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَمَا هُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا قَالَ جَابِرٌ اِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّمَا هِیَ فِی الْکُفَّارِ وَفِیْ رِوَایَةٍ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَزِیْدُ قُلْتُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَمَا هُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا فَقَالَ جَابِرٌ اِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ذٰلِكَ الْکُفَّارُ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ یَزِیْدِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ

يُعَذِّبُ اللهُ تَعَالٰى قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَاَيْنَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اٰخِرِهٖ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یزید بن صہیب سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت جابر سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو میری شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکال لیں گے' راوی حدیث یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ وہ جہنم سے نکلنے والے نہیں؟ (پھر اس حدیث کا کیا مطلب؟) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی تو پڑھو، یہ حکم کافروں کے لیے ہے کہ انہیں جہنم سے نکلنا نصیب نہ ہوگا اور نبی علیہ السلام نے مومنین کا حکم بیان فرمایا ہے دوسری روایت میں بھی اسی طرح سوال جواب مذکور ہے اور تیسری روایت میں ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ''شفاعت'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے ایک گروہ کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرے گا اور بعد میں نبی علیہ السلام کی سفارش پر انہیں جہنم سے نکال لے گا' یہ سن کر یزید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان مذکورہ سوال جواب ہوئے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ حدیث نمبر ۲۳، ص ۱۰۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن حدیث کا مفہوم ویسا ہی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۱ ص ۱۰۷ باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدين من

النار (مكتبة الحسن)

(۲) سنن دارمی جلد ۱ ص ۲۷

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی یزید بن صہیب فقیر ہیں۔ یہ امام صاحب کے استاد ہیں ابوعثمان ان کی کنیت ہے اور فقیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ (تقریب جلد ۲ ص ۳۲۶، قدیمی) یہ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ لفظ فقیر ''فقر'' سے نہیں بلکہ فقار سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ریڑھ کی ہڈی ان کی ریڑھ کی ہڈی میں بہت تکلیف رہتی تھی جس کی وجہ سے ان کی کمر جھک گئی تھی اس لیے انہیں فقیر کہا جاتا ہے۔ یزید بن صہیب کو ابن معین، ابوزرعہ اور نسائی نے ثقہ کہا ہے۔ یزید بن صہیب نے جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور یزید بن صہیب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۳۳۸ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن) حدیث کی سند میں تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے نیک مقربین بندوں کو اجازت دے گا کہ وہ گنہگار لوگوں کی شفاعت کریں۔ شفاعت کی تمام اقسام علی الاطلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔

شفاعت کی اقسام:

(۱) شفاعتِ کبریٰ یہ تمام مخلوق کے حق میں حساب و کتاب شروع کرنے سے متعلق ہو

گی۔ یہ مقامِ محمود ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے خاص ہے۔

(۲) جنت میں بلا حساب وکتاب داخلہ ملنا یہ شفاعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) یہ وہ شفاعت ہے جس سے لوگ جنت میں جائیں گے۔

(۴) مستحقین دوزخ شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

(۵) رفع درجات اور اعزاز اکرام میں اضافے کے لیے شفاعت کی جائے گی۔

(۶) دوزخ میں پہنچ جانے والوں کو شفاعت کی وجہ سے دوزخ سے نکالا جائے گا یہ شفاعت ملائکہ، علماء، شہید سب کو میسر ہوگی۔

(۷) افتتاح جنت یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

(۸) دائمی عذاب پانے والوں کو عذاب میں تخفیف کی شفاعت۔

(۹) اہل مدینہ کے لیے خصوصی شفاعت۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۵ ص ۱۳۷ مکتبہ العلم)

(۸)......نمازِ عشاء میں پڑھی جانے والی سورت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَدِیٍّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ وَقَرَأَ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عدی سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ''والتین والزیتون'' کی تلاوت فرمائی۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِی الْقِرَأَةِ فِی الْعِشَاءِ حدیہ ، نمبر ۱۰۲، ص ۱۹۸)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

اس کے حدیث کے دوسرے راوی عدی بن ثابت ہیں۔

عدی بن ثابت انصاری کوفہ کے رہنے والے ہیں ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۶۶۸، قدیمی)

ابن حبان نے ثقات میں عدی بن ثابت کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ ارشاد الساری میں ہے کہ عدی بن حاتم انصاری کوفی اور مشہور تابعی ہیں اور امام نسائی اور امام عجلی نے ثقہ کہا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدی ثقہ راوی تھے۔ عدی بن ثابت ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ابن حبان نے ثقہ کہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ شیخ عبد الحق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ عدی ثقہ ہیں تابعی ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۱۷)

ملا علی قاری نے فرمایا کہ عدی اکابر تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۱۷، مکتبہ المیزان لاہور)

عدی بن ثابت کی وفات ۱۱۶ھ میں ہوئی۔ (تقریب ۱/ ۶۶۸ قدیمی لاہور)

عبد اللہ بن احمد، امام عجلی، نسائی نے عدی کو ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۱۹۵ حیدر آباد دکن)

عدی بن ثابت نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور عدی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۱۷ مکتبہ المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت براء رضی اللہ عنہ ہیں۔ پورا نام البراء بن عازب بن حارث بن الانصاری ہے خود بھی صحابی ہیں اور ان والد محترم بھی صحابی ہیں۔ کوفہ میں سکونت

اختیار کی وفات ان کی سن ۲۷ھ میں ہوئی۔ (تقریب ا ص ۱۲۳، قدیمی)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری ۱/۱۰۵ باب الجهر فی العشاء، ۱۰۶، باب القرأة فی العشاء

(۲) مسلم ۱/۱۸۷ باب القرأة فی العشاء (مکتبة الحسن)

(۳) ترمذی ۱/۶۸، باب ما جاء فی القرأة فی صلٰوة العشاء. (قدیمی کراچی)

(٤) سنن نسائی ۱/۱۵۵، القرأة فی العشاء بالتین والزیتون (قدیمی کراچی)

(۵) ابن ماجة ص ۶۰، باب القرأة فی صلٰوة العشاء. (قدیمی کراچی)

شرح حدیث:

حدیث کی دیگر کتابوں میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورہ والشمس کی تلاوت فرماتے اور کبھی سورہ اعلیٰ کی اور مذکورہ حدیث میں موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ والتین کے تلاوت فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مواقع پر مختلف سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(۹)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کا ذکر

اخبرنا ابو القاسم بن السمرقندی انا ابو القاسم بن القشیری انا ابو الحسین محمد بن عبدالرحمن بن جعفر بن خشنام نا ابو بکر أحمد بن محمد بن خالد بن جلی الکلاعی بحمص نا ابی محمد بن خالد بن جلی نا ابی عمر عن محمد بن خالد الوهبی عن

ابی حنیفة عن عثمان بن عبد الله عن أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَتَتْنَا بِمُشَاقَةٍ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبَةً بِالْحِنَّاءِ.

ترجمہ:

ہمیں ابو القاسم بن السمر قندی نے خبر دی، ہمیں ابوالقاسم بن القشیری، ہمیں ابوالحسین محمد بن عبدالرحمٰن بن جعفر بن خشنام نے خبر دی، ہم سے ابوبکر احمد بن محمد بن خالد جلی الکلاعی نے حمص میں بیان کیا، ہم سے ہمارے والد محمد بن خالد بن جلی، ہم سے ہمارے والد عمر نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن خالد الوہبی، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے عثمان بن عبداللہ تابعی سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہندی سے خضاب شدہ موئے مبارک کا ایک گچھا لے کر آئیں۔ (ابن عساکر، تاریخ مدینه دمشق، ٤:١٦٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۸۷۵، باب ما یذکر فی الشیب (مکتبة المیزان)

(۲) سنن ابن ماجة ص۲۵۸، باب الخضاب بالحناء (قدیمی)

(۳) مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۵۰۶، باب الخضاب بالحناء

(٤) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۷۸، باب الخضاب، باب فی خضاب الصفره (مکتبة الحسن)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۲۷۷، ۲۷۸، باب الخضاب بالحناء والکتم (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں اس حدیث کے دوسرے راوی عثمان بن عبداللہ ہیں۔ پورا نام عثمان بن عبداللہ بن موہب مدنی ہیں۔ آلِ طلحہ کے غلام تھے ثقہ ہیں۔ ان کی وفات سن ۱۶۰ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد ۱ ص ۶۶۱ قدیمی)

عثمان بن عبداللہ بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ (بخاری جلد ۲ ص ۸۷۵)

میں ان سے روایت موجود ہے۔ اس حدیث کے آخر میں ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ؓ کا ذکر ہے۔ ان کا اصل نام ہند تھا ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کی بیٹی تھی۔ پہلا نکاح ابوسلمہ ؓ سے ہوا۔ ان کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ کنیت ام سلمہ ہے۔ وفات ان کی سن ۶۲ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۲ ص ۶۶۲ قدیمی)

ازواجِ مطہرات میں سب سے بعد میں سیدہ ام سلمہ ؓ کا انتقال ہوا۔ ابوہریرہ ؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ انتقال کے وقت آپ ؓ کی عمر ۸۴ سال کی تھی۔

(سیرت مصطفیٰ جلد ۳ ص ۳۰۲ مطبوعہ مکتبۃ العلم)

شرح حدیث:

حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ایک ڈبیہ میں محفوظ تھے۔ کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہوتا تو پانی بھیجتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اس میں ڈال دیے جاتے لوگ وہ پانی استعمال کرتے تو ان کی برکت سے شفا مل جاتی۔ یہ تفصیل دیگر حدیث کی کتابوں مثلاً بخاری جلد ۲ ص ۸۷۵ میں موجود ہے۔ یہاں مذکورہ حدیث تفصیل سے موجود نہیں ہے اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ ان بالوں کو مہندی سے خضاب کیا ہوا تھا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے۔

یاد رکھیے سیاہ رنگ کے علاوہ باقی خضاب لگانا جائز ہے۔ صحابہ کرام ؓ سرخ مہندی سے خضاب کرتے تھے۔ اور بعض زرد بھی کرتے تھے۔ مہندی کے خضاب میں کئی احادیث وارد ہیں۔ اور علماء فرماتے ہیں کہ مہندی کا خضاب علامات مومنین میں سے ہے اور تمام علماء کے ہاں یہ جائز ہے۔ بعض فقہاء نے اس کو مستحب کہا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مہندی کا خضاب لگانا بالاتفاق مستحب ہے۔ البتہ سیاہ رنگ کے خضاب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض دلائل کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک ضرورتِ شرعیہ کی وجہ سے سیاہ خضاب لگانا جائز ہے۔ مثلاً جہاد میں دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے کوئی بوڑھا مجاہد خضاب لگاتا ہے یا بوڑھا شوہر جوان بیوی کے اطمینان کے لیے خضاب لگاتا ہے تو یہ بغیر کراہت جائز ہے۔ البتہ عام حالات میں ضرورت شرعیہ کے بغیر سیاہ خضاب لگانا مختار قول کے مطابق مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۰)......نظرِ بد کا دم کرنا

حدثنا احمد بن رسته قال ثنا محمد بن المغيرة قال ثنا الحكم عن زفر عن أبي حنيفة عن عبيد الله بن يزيد رفعه إلى عبدالله بن عمر أن أسماء بنت عميس رضي الله عنهما قالت: أَلاَ تَسْتَرْقِيْ لِابْنِ أَخِيْ مِنَ الْعَيْنِ؟ قَالَ: بَلٰى، لَوْ أَنَّ شَيْئًا سَبَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَهُ الْعَيْنُ.

ترجمہ:

ہم سے احمد بن رُستہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن المغیرۃ، انہوں نے کہا: ہم سے الحکم نے بیان کیا، انہوں نے زفر، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے عبیداللہ بن یزید سے روایت کیا، وہ حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا: کیا آپ اپنے بھتیجے کو نظرِ بد کا دم

نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو ضرور نظر اس پر سبقت لے جاتی۔

(ابو الشيخ طبقات المحدثين بأصبهان، ٤: ١٥٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

(١) مسلم جلد ٢ ص٢١٩، باب الطب والمرض والرقى (مكتبة الحسن لاهور)

(٢) جامع الترمذى جلد٢ ص٢٦، باب ماجاء فى رقية من العين (قديمى)

(٣) سنن ابن ماجة ص٢٥٠، باب من استرقى من العين (قديمى)

(٤) بخارى جلد٢ ص٨٥٤، باب رقية العين (مكتبة الميزان)

(٥) سنن ابى داؤد جلد٢ ص٥٤١، باب ماجاء فى العين (مكتبة الحسن)

شرح حدیث:

اس حدیث سے پتہ چلا کہ نظر کا لگ جانا حق ہے اور اس کا دم کروانا جائز ہے۔ اگر دم قرآنی آیات سے ہو تو جائز ہے اور اگر ایسے کلمات کے ذریعے سے ہو جس میں کفریہ شرکیہ الفاظ ہو تو اس طرح دم کرنا اور کروانا جائز نہیں ہے۔ حرام ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد کے لیے دم کرنے کا حکم دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ نظر بد کا اثر تیزی سے ہوتا ہے۔ اس کا ازالہ بھی تیزی سے ہونا چاہیے اور وہ دم سے ممکن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

دوسرے راوی عبیداللہ بن یزید ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے بارے میں بہت سخت تھے۔ ان کی وفات سن ٧٣ھ کے شروع میں یا اس کے آخر میں ہوئی۔ (تقریب جلد١ ص٥١٦ قدیمی)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کسی چیز میں ان کو تھوڑا سا بھی کوئی شبہ پیدا ہوتا تو فوراً وہ چیز صدقہ کر دیتے تھے۔ (تنسيق النظام ص٢٩، مكتبة الميزان)

(١١)...... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الشُّهَدَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ رَجُلٌ دَخَلَ اِلٰى اِمَامٍ فَاَمَرَهٗ وَنَهَاهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عکرمہ سے وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہوں گے اور دوسرے نمبر پر وہ آدمی جو کسی حکمران کے پاس جا کر اسے اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے۔

(مسند حصكفى كتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حَمْزَةَ، حديث نمبر ٣٧٠)

تخریج حدیث:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی یہ حدیث دوسری معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(١) مسند ابى حنيفة لابى نعيم اصبهانى ص١٢٨

(۲) المعجم الاوسط للطبرانی جلد۵ ص۵۲

(۳) احکام القرآن للجصاص جلد۱ ص۳٤

(٤) مستدرك حاكم جلد۳ ص۱۹۵، جلد ۲ ص۱۱۹، ص۱۲۰

(۵) مجمع الزوائد جلد۷ ص۲٦٦، ۲۷۲، جلد۹ ص۳٦۸

(٦) المعجم الكبير للطبرانی جلد۳ ص۱٦۵

(۷) تاريخ بغداد جلد٦ ص۳۷۷، جلد ۱۱ ص۳۰۲

(۸) كنز للهندی حديث نمبر ۳۳۲٦۳، ۳۳۲٦٤

(۹) الدر المنثور للسيوطی جلد۲ ص۹۷

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت عکرمہ ؒ ہیں۔ عکرمہ ؒ صحاحِ ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ امام صاحب نے عکرمہ سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ایک حضرت حمزہ ؓ کی فضیلت کے متعلق اور دوسری سات ہڈیوں پہ سجدہ کرنے کے متعلق۔

(تنسيق النظام ص۷٤، مكتبه الميزان)

پورا نام عکرمہ بن عبداللہ ہے یہ حضرت ابن عباس ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ اور عالم بالتفسیر ہیں ان سے کوئی بدعت ثابت نہیں ہے۔ وفات ان کی سن ۱۰۷ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۱ ص۶۸۵ قدیمی)

عثمان دارمی نے فرمایا کہ میں نے ابن معین سے کہا کہ آپ کے نزدیک عکرمہ زیادہ پسندیدہ ہے یا سعید بن جبیر تو ابن معین نے فرمایا کہ یہ دونوں ثقہ ہیں۔ امام عجلی نے عکرمہ کو ثقہ کہا ہے اور امام نسائی نے بھی عکرمہ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن حاتم نے فرمایا کہ میں نے عکرمہ کے متعلق اپنے والد سے پوچھا کہ وہ کیسے راوی ہیں تو انہوں نے فرمایا عکرمہ تو ثقہ راوی ہیں۔

امام ابن حبان نے عکرمہ کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۷ ص۲۷۰ مکتبہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

عکرمہ نے ابن عباس، علی، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، عائشہ، حمنہ بنت جحش، صفوان بن امیہ، عقبہ بن عامر ؓ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۷ ص۲٦٤ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ہیں مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت عباس ؓ کے بیٹے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دعائیں دیں خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو علم و حکمت تفقہ فی الدین اور علم تفسیر قرآن کی جو دعائیں زبانِ نبوت سے ملی ہے اس کی مثال اور کہیں مشکل سے ملے گی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت الخلاء تشریف لے جانے کے وقت انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ پانی کس نے رکھا ہے انہوں نے عرض کیا میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ کہ اے اللہ اسے دین میں فقاہت عطا فرما۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے چمٹا کر یہ دعا دی۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ اکابر صحابہ کرام ؓ آپ ؓ کو حبر الامہ، ترجمان القرآن، بحر العلم، امام التفسیر جیسے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۵ ص۸۲۷ مکتبہ العلم)

عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں ان کی پیدائش ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی اور وفات ان کی سن ٦۸ھ میں طائف میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۵۰٤ (قدیمی)

شرح حدیث:

اس حدیث میں حضرت حمزہ ؓ کی فضیلت کا ذکر ہے۔ حضرت حمزہ ؓ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ ؓ نے ثوبیہ کا دودھ پیا ہے۔ حضرت حمزہ ؓ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ اس حدیث سے حضرت حمزہ ؓ کی فضیلت آشکار ہے اس لیے کہ آپ کو تمام شہداء میں سربلندی، سرداری نصیب ہوئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ سید الشہداء حضرت امام حسین ؓ کی سرداری بھی شہیدوں میں مسلّم ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم ص ۳۲۱، ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۱۲)......شبہات کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَءُ وْالْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ مقسم سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شبہ کی وجہ سے حد ساقط کر دیا کرو۔

(مسند حصکفی، باب اَلْحُدُوْدُ تَنْدَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ حدیث نمبر ۳۱۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ ؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۶۳، باب ماجاء فی درء الحدود (قدیمی)

(۲) مصنف ابن ابی شیبة جلد۵ ص۵۱۲، باب فی درء الحدود بالشبہات حدیث نمبر ۲۸۵۰۲

(۳) مستدرك حاكم جلد ٤ ص٤٢٦، حديث نمبر ٨١٦٣

(٤) سنن دار قطنی جلد۳ ص٨٤، کتاب الحدود والدیات حدیث نمبر ۸

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۸ ص۲۳۸، باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات ١٦٨٣٤

(٦) مسند ابی یعلیٰ جلد۱۱ ص٤٩٤، حدیث نمبر ٦٦١٨

(۷) سنن ابن ماجة ص۱۸۳ باب ستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبهات (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد مقسم ؒ ہیں۔ پورا نام مقسم بن بجرہ ہے اور ان کو ابن نجدہ بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ان کی ابوالقاسم ہے عبداللہ بن حارث ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ بن عباس ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں پچوں میں سے ہیں مرسل روایت کیا کرتے تھے۔ وفات ان کی سن ۱۰۱ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۲ ص۲۱۱ (قدیمی))

مقسم ؒ یہ عبداللہ بن حارث بن نوفل ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی طرف بھی کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن عباس ؓ کے ساتھ زیادہ رہا کرتے تھے اس لیے لوگوں نے ان کا غلام سمجھ لیا پچوں میں سے ہیں ثقہ ہیں۔ (تنسیق النظام ص ۸۵ (المیزان))

حدیث کے تیسرے راوی عبداللہ بن عباس ؓ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

یہ حدیث مختلف الفاظ وعبارت سے کتب صحاح میں وارد ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ اتفاقی

ہے کہ شبہات سے حدود ٹل جایا کرتی ہیں کہ جیسا کہ ترمذی، ابن ابی شیبہ، مستدرک حاکم وغیرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی قسم کی حدیث لائے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حد کو ٹالو اگر مسلمان کے لیے خلاصی کا کوئی پہلو دیکھو تو اس کو خلاصی دو۔ اس لیے فرمایا کہ حاکم کا معاف کرنے میں خطا کرنا سزا دینے میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ دار قطنی اور بیہقی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی حدیث لائے ہیں کہ حدود کو ٹالو مگر حدود کے ثابت ہو جانے کے بعد امام کے لیے حدود کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدود کو ٹالو جہاں تک ٹالنے کا موقع مل سکے۔

(ماخوذ از شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز ص ۲۸۲)

(۱۳)......بیع سلم کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ جَبَلَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جبلہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے کھجور کی بیع سلم سے منع فرمایا تا آنکہ اس کا پکنا سامنے آ جائے۔

(مسند حصکفی، باب ما يجوز بيعه وما لا يجوز حديث نمبر ۳۳۶)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۹، باب السلم في النخل، باب السلم الى من ليس عندهٗ اصل (مكتبة الميزان)

(۲) مسند ابی داؤد طیالسی ص۲۶۲ (حدیث نمبر ۱۹۴۰)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۶۵، باب اذا اسلم في نخل بعينه لم يطلع (قديمي)

(۴) سنن النسائي جلد۲ ص۲۲۵، باب السلف في الثمار (قديمي)

(۵) مسلم جلد ۲ ص۳۱، باب السلم (مكتبة الحسن)

(۶) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۹۱، باب في السلم في ثمرة بعينها (مكتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد جبلہ بن سحیم ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ جبلہ بن سحیم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثوری وغیرہما نے روایت کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جبلہ بن سحیم سے تین احادیث روایت کی ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۴۷ مکتبہ المیزان)

جبلہ بن سحیم تیمی کو شیبانی ابوسریرہ اور ابوسریرہ کوفی بھی کہا جاتا ہے۔ جبلہ بن سحیم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، معاویہ رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ حنظلہ انصاری امام مسجد قباء یہ صحابی ہیں سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے ابواسحاق سبیعی، ابواسحاق شیبانی، شعبہ، ثوری، عوام بن حوشب وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ عجلی اور نسائی نے بھی ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم نے جبلہ کو ثقہ اور صالح الحدیث کہا ہے اور یعقوب بن سفیان نے بھی ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۲ ص۶۱، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن، تہذیب الکمال جلد۴ ص۴۹۸، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا جب تک کہ اس کا پکنا سامنے نہ آجائے یعنی اگر درخت پر لگی ہوئی کھجور کو فروخت کیا جائے تو جائز نہیں۔ جب تک وہ اپنی مراد کو نہ پہنچ جائے۔ اگر اس کو درخت سے کاٹ کر بیچیں تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ایسی خرید وفروخت میں دھوکہ نہیں ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۳۰۰ محمد سعید اینڈ سنز)

(۱۴)...... سجدہ میں اپنے بازوؤں کو نہ بچھائیں

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ جَبَلَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فَلَا یَفْتَرِشْ ذِرَاعِیْهِ اِفْتِرَاشَ الْکَلْبِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جبلہ بن سحیم سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز پڑھے (تو سجدہ میں) اپنے بازو کتے کی طرح نہ پھیلائے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب لَا یَفْتَرِشُ ذِرَاعِیْهِ فِی السُّجُوْدِ، حدیث نمبر ۱۱۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۱۳، باب لایفترش ذراعیه فی السجود. (المیزان)

(۲) مسلم جلد ۱ ص۱۹۳ باب الاعتدال فی السجود (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۶۳، باب الاعتدال فی السجود (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۳۰، باب صفة السجود (اقرأ قرآن کمپنی)

(٥) جامع الترمذی جلد۱ ص۶۳، باب ماجاء فی الاعتدال فی السجود (قدیمی)

(٦) سنن النسائی جلد۱ ص۱۶۶، باب النهی عن بسط الذراعین فی السجود (قدیمی)

(۷) ابو عوانه جلد۱ ص۱۸۳، ۱۸٤

(۸) دارمی جلد۱ ص۳۰۲

(۹) بیهقی جلد۲ ص۱۱۳

(۱۰) مسند امام احمد جلد۲ ص۱۰۹، ۱۱۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۹۱، ۲۰۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں بازوؤں کو پھیلانے سے منع فرمایا ہے اور دیگر احادیث میں ہے کہ اعتدلوا فی السجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اعتدال کا حکم دیا ہے کہ سجدہ میں اعتدال کرو وہ اس طرح کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر زمین پر کانوں کے برابر رکھا جائے۔ پیٹ کو رانوں سے جدا رکھا جائے۔ دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھا جائے۔ دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھا جائے اور پھر اطمینان کے ساتھ تسبیحات پڑھی جائیں یہی مراد ہے اعتدال فی السجود سے اور کتے کی طرح ہاتھوں کو پھیلانے سے مذکورہ حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ کتا جب زمین پر اپنے سینے پر بیٹھتا ہے تو سامنے والی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر عجیب طریقہ سے بیٹھتا ہے۔ اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے غفلت اور سستی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد۱ ص۳۰۷ مکتبہ العلم)

(۱۵)......محرم کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلاً یَسُوْقُ بَدْنَةً فَقَالَ ارْکَبْھَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عبدالکریم سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک آدمی کو دیکھا جو اونٹ کو ہانکتا چلا جا رہا تھا اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔

(مسند حصکفی باب الرُّکُوْبِ عَلَی الْبُدْنِ لِلْمُحْرِمِ حدیث نمبر ۲۵۲)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۲۹، باب رکوب البدن (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۴۲۵، ۴۲٦، باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن اخراج الیها (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۸۱، باب ماجاء فی رکوب البدنة (قدیمی)

(۴) سنن ابن ماجة ص۲۲۴، باب رکوب البدن (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۴۵، باب رکوب البدن (اقرأ قرآن کپمنی)

(٦) سنن نسائی جلد۲ ص۲۱، ۲۲، باب رکوب البدنة (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

سند کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عبدالکریم ہیں پورا نام عبدالکریم بن ابی مخارق ہے۔ عبدالکریم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعید بن عاص اور طاؤس اور حسان بن بلال، حبان بن جزء، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عبیداللہ بن عبید بن عمیر المزنی، مجاہد بن جبیر، نافع مولیٰ ابن عمر، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابوزہیر وغیرہ سے روایت کیا ہے اور عبدالکریم ابن ابی مخارق سے عطاء، مجاہد حالانکہ یہ دونوں عبدالکریم کے شیوخ میں سے ہیں۔ محمد بن اسحاق، ابوسعد بقال، ابن جریج، ابوحنیفہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی یعلی، امام مالک، ابن عیینہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد٦ ص۳۷٦، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

عبدالکریم بن ابی مخارق متکلم فیہ راوی ہے:

اگرچہ بعض محدثین نے عبدالکریم بن ابی مخارق پر جرح کی ہے لیکن یہ جرح مبہم ہے۔

(تنسیق النظام ص ٦٧ مکتبہ المیزان)

ہمارے نزدیک عبدالکریم ثقہ راوی ہے اگر یہ ثقہ نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ، عطاء، مجاہد اور امام مالک جیسے بڑے بڑے محدثین ان سے حدیثیں روایت نہ کرتے۔ اور امام مالک کا ان سے روایت کرنا ان کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ مسلم کے خطبہ میں ہے۔ امام مسلم نے فرمایا کہ امام مالک صرف ثقات سے ہی روایت کرتے ہیں۔

(مقدمہ مسلم ص۱۹ مکتبہ الحسن)

شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جس راوی کا ذکر میں نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ ثقہ ہے۔ بس جس راوی کا ذکر ہم نے امام مالک کی کتاب میں پایا تو ہم نے اس بات کا حکم لگایا ہے کہ وہ امام مالک کے نزدیک ثقہ ہے۔ (شرح مسلم للنوی ص۱۹ مکتبہ الحسن)

لہٰذا امام صاحب کی یہ حدیث قابلِ قبول قابلِ حجت ہے۔ حدیث کی سند میں تیسرے

راوی حضرت انس بن مالک ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

عبدالکریم بن مخارق کی وفات سن ۱۲۹ھ میں ہوئی۔

(تقريب جلد۱ ص ٦١٢، قديمي، تنسيق النظام ص ٦٦ مكتبه الميزان)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صرف ثقہ راویوں سے ہی روایت کرتے ہیں۔

(تهذيب التهذيب جلد۹ ص٤٤٢، مطبوعه مجلس دائرة المعارف النظاميه حيدر آباد دكن)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے مگر بعض کہتے ہیں اگر جانور نقصان نہ کرے تو سوار ہو جاؤ جب کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے تو سواری کرلو اور اگر ضرورت نہ پڑے تو سواری نہ کرو تو جن روایتوں میں مطلقاً سوار ہونے کا حکم آیا ہے تو وہ ضرورت پر محمول ہیں۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص ۵۶۷ مکتبۃ العلم)

(۱٦)......شفعہ کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَرَادَ سَعْدٌ بَيْعَ دَارِهٖ فَقَالَ لِجَارِهٖ خُذْهَا بِسَبْعِمِائَةٍ فَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ بِهَا ثَمَانَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَلٰكِنْ أَعْطَيْتُكَهَا لِأَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالکریم سے وہ مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر بیچنے کا ارادہ کیا، تو اپنے پڑوسی سے فرمایا کہ اسے سات سو درہم کے عوض خرید لو، اگرچہ مجھے اس کے آٹھ سو درہم مل رہے ہیں، لیکن میں تمہیں صرف اس لیے دے رہا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پڑوسی شفعہ کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

(مسند حصكفى كتاب الشفعة حديث نمبر ٣٥٠)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ اگرچہ متن حدیث میں کچھ کمی زیادتی ہے لیکن مسئلہ و مفہوم بعینہ وہی ہے جو امام صاحب نے حدیث نقل کی ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۳۰۰، باب عرض الشفعة على صاحبها. (مكتبة الميزان)

(۲) سنن ابى داؤد جلد۲ ص٤٩٦، باب فى الشفعة (مكتبة الحسن)

(۳) مسند امام احمد جلد۲ ص۳۰۳

(٤) صحيح ابن حبان حديث نمبر ٥١٨٠

(٥) سنن ابن ماجة ص١٧٩، باب الشفعة بالجوار (قديمي)

(٦) سنن النسائى جلد۲ ص٢٣٤، باب الشفعة واحكامها (قديمى)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی عبدالکریم ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ پورا نام مسور بن مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے۔ ابوعبد الرحمٰن ان کی کنیت ہے۔ مسور بن مخرمہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد مخرمہ بن نوفل بھی صحابی ہیں۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن ٦٤ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص۱۸۴ قدیمی)

شرح حدیث:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شفعہ کا ہمسایہ زیادہ حق دار ہے یعنی جب وہ ہمسایہ قریب اور متصل ہو تو اس کو شفعہ کا زیادہ حق پہنچتا ہے۔ اس حدیث سے واضح طور پر حنفیہ کا مسلک ثابت ہوتا ہے کہ پڑوسی کو بھی حق شفعہ حاصل ہے۔

(۱۷)......حضرت خدیجہ ؓ کی فضیلت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بُشِّرَتْ خَدِيْجَةُ بِبَيْتٍ فِى الْجَنَّةِ لَاصَخَبَ فِيْهَا وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ یحییٰ بن سعید سے وہ انس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ ؓ کے لیے جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی گئی جس میں کوئی شور اور کسی قسم کی تھکاوٹ نہ ہوگی۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خَدِيْجَةَ حديث نمبر ۳۷۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ ؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۵۳۹، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة وفضلها. (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲۸٤ باب من فضائل خدیجة رضی الله عنها (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص ۲۲۷، باب فضل خدیجة (قدیمی)

(٤) مسند امام احمد جلد۱ ص ۲۰۵، جلد۹، ص ۲۷۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی ثقہ ہیں، حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں اور تیسرے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک ؓ ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ سند میں دوسرے راوی امام ابوحنیفہ ؒ کے استاد یحییٰ بن سعید ہیں پورا نام یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو انصاری ہے ابوسعید کنیت ہے قاضی مدینہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے انس بن مالک، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ امام ابن سعد نے فرمایا کہ یحییٰ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔ نسائی، ابوحاتم، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابوزرعہ وغیرہ نے یحییٰ کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد۱۱ ص ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن، تہذیب الکمال جلد۳۱ ص ۳۵۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

یحییٰ بن سعید ؒ بخاری ؒ کے رواۃ میں سے ہیں۔ بخاری جلد۱ ص ۱۲۳، باب **وقت الجمعة اذا زالت الشمس** میں یحییٰ بن سعید کی روایت موجود ہے۔ اور یحییٰ بن سعید سے امام ابوحنیفہ ؒ نے مذکورہ حدیث سیدہ خدیجہ ؓ کی فضیلت کے بارے میں حضرت انس کے طرق سے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۹۰ مکتبة المیزان)

یحییٰ بن سعید کی وفات سن ۱۴۴ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص ۳۰۳ قدیمی)

شرح حدیث:

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اپنا سلام بھیجا اور جنت میں موتیوں کے محل کی خوشخبری دی۔ مختلف روایات میں حضرت مریم، حضرت آسیہ، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ ؓ کو تمام عورتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے احسانات ان کی خدمات کا ذکر ان کی وفات کے بعد بھی اکثر کیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے تذکرے کی وجہ سے مجھے ان پر بہت رشک آتا تھا اور اسی احسان شناسی کے جذبہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کا گوشت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعلق رکھنے والی سہیلیوں کے پاس بھیجتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب فطری جذبہ کی وجہ سے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بکثرت کرتے ہیں جیسے اس دنیا میں ان کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدیجہ ایسی تھی ویسی تھی یعنی ان کے فضائل وخصوصیات بیان فرمائیں اور یہ فرمایا کہ ان سے میری اولاد بھی ہوئی۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۵ ص ۷۹۸، کتاب المناقب مکتبہ العلم)

(۱۸)......امت مسلمہ کے فضائل

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّسْجُدُوْا سَجَدَتْ اُمَّتِىْ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ الْاُمَمِ طَوِيْلًا قَالَ فَيُقَالُ اِرْفَعُوْا رُءُوْسَكُمْ فَقَدْ جَعَلْتُ عَدُوَّكُمُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فِدَائُكُمْ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی بردہ سے وہ اپنے والد (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو سب لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا لیکن کفار سجدہ نہیں کر سکیں گے اور میری امت دوسری امتوں سے پہلے دو مرتبہ طویل سجدہ کر چکی ہوگی، ان سے کہا جائے گا اپنے سر اٹھاؤ' میں نے تمہارے دشمن یہود ونصاریٰ کو جہنم کی آگ سے تمہارا فدیہ مقرر کر دیا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب فضل امته صلى الله عليه وسلم حديث نمبر ۳۲۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۲ ص ۳۹۰ باب فی سعة رحمة الله تعالٰی علی المومنین (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص ۳۱۷ باب صفة امة محمد صلی الله علیه وسلم (قدیمی)

(۳) مسند امام احمد جلد ٤ ص ٤١٠، ٤٠٨

(٤) تفسیر ابن کثیر جلد ٥ ص ٤٥٩

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں تینوں راوی ثقہ ہیں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی ابوبردہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ امام ابوحنیفہ کے استاد ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امت مسلمہ کے فضائل کے متعلق ان سے براہِ راست حدیث روایت کیا ہیں۔ **(تنسیق النظام ص ۶۲ متکبة المیزان)**

بعض نے کہا کہ ابوبردہ کا اصل نام عامر ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ ابوبردہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ ابوبردہ نے اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری، علی، حذیفہ، عبداللہ بن سلام، عائشہ، ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن اسعد نے فرمایا کہ وہ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔ امام عجلی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے فرمایا کہ قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی ابوبردہ تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۱۸ مطبوعہ مجلس دائرة المعارف حیدر آباد دکن)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وفات ان کی سن ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد ۲ ص ۳۶۰ قدیمی، تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۱۸ حیدر آباد دکن)

ابوبردہ ائمہ صحاحِ ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ مسلم جلد۲ ص ۳۹۰ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا اصل نام عبداللہ بن قیس ہے لیکن اپنی کنیت ابوموسیٰ کے ساتھ مشہور ہیں۔ اشعر علاقہ حجاز کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں مدینہ سے ملک شام جاتے ہوئے راستہ میں یہ پہاڑ پڑتا ہے اسی کے قریب قبیلہ اشعر کا مسکن تھا۔ حضرت عامر شعبی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو علم کا منتہیٰ ہیں ان میں حضرت ابوموسیٰ بھی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تھا۔ دورِ صدیقی میں بھی یمن ہی میں رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا حاکم بنایا پھر چار سال تک بصرہ کے گورنر رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی حاکم ایک سال سے زیادہ کسی جگہ نہیں رہا البتہ ابوموسیٰ چار سال بصرہ کے گورنر رہے۔ اہل بصرہ ان سے بہت خوش تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی حاکم بھی اہل بصرہ کے لیے ان سے بہتر نہیں آیا۔ آپ کی وفات س ۵۲ ھ میں مکہ میں ہوئی۔

(ماخوذ از مظاہر حق جلد۵ ص ۸۲۱ مکتبہ العلم)

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا تو کافر لوگ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ نہیں کرسکیں گے اور امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہوگی کہ تمام نبیوں کی امتوں سے پہلے دو سجدے کرے گی اور بہت طویل سجدے کرے گی اور سجدے میں خوب اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جائے گی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ تم اپنا سر اٹھالو کیونکہ یہود و نصاریٰ کو تمہارا فدیہ مقرر کر دیا گیا یعنی یہود و نصاریٰ کو جہنم میں ڈال دیا گیا اور دوگنا عذاب دیا جائے گا اور تمہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا گیا ہے۔ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شان صرف نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملی ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس شرف سے نوازا اور اس فخر سے ممتاز فرمایا کہ ان کے دشمن اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کو دوزخ کی آگ کے لیے ان کا بدل وعوض ٹھہرایا اور اس کو ان کا فدیہ قرار دیا۔

(ماخوذ از شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۳۳۶، اضافہ وترمیم مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۱۹)...... یہ امت کس طرح فنا ہوگی؟

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ عَذَابُهَا بِأَيْدِيْهَا فِي الدُّنْيَا — وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ بِالْقَتْلِ۔

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی بردہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت 'امتِ مرحومہ ہے' اس کا عذابِ الٰہی اسی کے ہاتھوں دنیا میں ہو جائے گا' اور ایک رویت میں قتل کا لفظ زائد ہے۔

(مسند حصکفی کتاب فضل امة، باب كَيْفَ يَكُوْنُ فَنَاءُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ حديث نمبر ۳۹۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد، جلد۲ ص ۵۸۸، باب ما یرجی فی القتل (مکتبة الحسن)

(۲) مستدرك حاكم جلد٤ ص ٤٤٤

(۳) مسند امام احمد جلد٤ ص ٤١٠، ٤١٨

(٤) سنن ابن ماجة ص ٣١٧، باب صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم (قديمى)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں اور دوسرے راوی امام صاحب ؒ کے استاد ابو بردہ ؒ ہیں ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ابو بردہ ؒ نے یہ حدیث مرسل روایت کی ہے۔اس لیے صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت' امت مرحومہ ہے اس پر آخرت کا عذاب نہیں۔البتہ اس کا عذاب دنیا میں فتنے ہیں زلزلے ہیں کشت وخون ہے یعنی آپس کی لڑائی ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں ہیں۔آخرت میں اللہ عذاب سے محفوظ رکھیں گے لیکن گناہوں کی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کی مصیبتیں پریشانیاں، فتنہ و فساد کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم اضافہ وترمیم از مولانا سعد ص ۳۳۷، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۰)......وراثت کے حصے ذوی الفروض کو دینے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ طاؤس سے وہ ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وراثت کے حصے ذوی الفروض میں تقسیم کر دیا کرو اور جو باقی بچے وہ قریبی مذکر شخص کو دے دیا کرو۔

(مسند حصكفى كتاب الوصايا، باب اِلْحَاقِ الْفَرَائِضِ بِاَهْلِهَا، حديث نمبر ٥١٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۲ ص٢٤ فصل الحقوا الفرائض باهلها فما بقى فهو لاولىٰ رجل ذكر (مكتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص ١٩٧، باب ميراث العصبه (قديمى)

(۳) بخارى جلد۲ ص ٩٩٧، باب ميراث الولد من ابيه وامه مكتبة الميزان

(٤) جامع الترمذى جلد۲ ص ٣٠، باب ماجاء فى ميراث العصبة (قديمى)

(٥) سنن الكبرىٰ للبيهقى جلد٦ ص ٢٣٨، ٢٣٩

(٦) مسند امام احمد جلد١، ص ٢٩٢، ٣١٣

(٧) سنن ابى داؤد، جلد۲ ص ٤٠١، باب فى ميراث العصبه (مكتبة الحسن)

(٨) طحاوى شرح معانى الآثار جلد۲ ص ٤٢٥، ٤٢٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت طاؤس ہیں یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں امام ابوحنیفہ ؒ نے براہِ راست طاؤس سے روایت کیا ہے اور طاؤس نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔(تنسيق النظام ص ٥٩ الميزان)

طاؤس کا پورا نام طاؤس بن کیسان یمانی حمیری ہے۔ ابو عبدالرحمن ان کی کنیت ہے۔
طاؤس نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابو ہریرہ، عائشہ، زید بن ثابت، زید بن ارقم، سراقہ بن مالک، صفوان بن امیہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۵ ص ۸، ۹، مطبوعہ دائرۃ المجلس حیدر آباد دکن)

اسحاق بن منصور نے ابن معین کے حوالہ سے طاؤس کو ثقہ کہا ہے۔ اور ابوزرعہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد۵ ص۹، حیدر آباد دکن)

ابن حجر نے تقریب میں بھی طاؤس کو ثقہ اور فقیہ کہا ہے۔

(تقریب جلد۱ ص۴۴۸ قدیمی)

وفات ان کی سن ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۴۴۸ قدیمی)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اصحاب الفروض یا ذوی الفروض وہ قرابت والے ہیں جن کے حصے مقرر ہیں اور جن کا ذکر کتاب اللہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں آچکا ہے۔ یہ کل چھ حصے ہیں۔ نصف ربع، ثمن، ثلث، ثلثان، سدس۔ تو یہ حصے ان کے حق داروں کو دینے کے بعد کہ جن کا حصہ قرآن نے مقرر کیا ہے جو مال بچ جائے، تو مذکورہ حدیث میں فرمایا کہ وہ مال میت کے سب سے زیادہ قرابت دار مرد کو دے دیا جائے۔ مزید تفصیل کتب فرائض میں موجود ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص۴۰۹ اضافہ ترمیم)

(۲۱)......سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَوْ غَیْرِہٖ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْحِیَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طاؤس سے وہ کسی دوسرے صحابی سے یا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام پر یہ وحی بھیجی گئی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِی السُّجُوْدِ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ حدیث نمبر ۱۰۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۱۲، باب السجود علی سبعة اعظم (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۱۹۳، باب اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۶۲، باب ماجاء فی السجود علی سبعة اعضاء. (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۱ ص۱٦٦، باب السجود علی الیدین، ص۱٦۷، باب النهی عن کف الثیاب فی السجود (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۲ ص۱۰۳ باب ماجا فی السجود علی الانف کتاب الصلوٰة

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۲۹، باب اعضاء السجود (مکتبة اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۹۲، ۳۰۵

(۸) مسند سراج جلد۲ ص۳۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ دوسرے راوی طاؤس ؒ اور تیسرے راوی عبداللہ بن عباس ؓ ہیں ان تینوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں سجدہ کروں سات ہڈیوں پر پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور ہر دو قدم کے اطراف پر۔ اسی حدیث کے لفظ اُمِـرْتُ (مجھے حکم دیا گیا ہے) کے پیش نظر امام شافعی ؒ نے سجدہ میں ان تمام اعضاء کا زمین پر رکھنا فرض قرار دیا ہے۔

ہدایہ جلد ا ص ۱۰۸ کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ ہمارے (احناف کے) نزدیک ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا سنت ہے یعنی فرض واجب نہیں۔ فرض اس لیے نہیں کہ نص قطعی میں مطلق سجدہ کا حکم ہے خبرِ واحد سے اس پر زیادتی جائز نہیں۔ واجب اس لیے کہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو جب واجبات کی تلقین فرمائی تو ان میں ان اعضاء کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس لیے لامحالہ امرت کا لفظ استحباب پر دلالت کرے گا نہ کہ فرضیت پر اور نہ ہی وجوب پر۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۴۴، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۲)...... جب آدمی مجلس میں آئے تو کہاں بیٹھے؟

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا آتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدْنَا حَيْثُ اِنْتَهَى الْمَجْلِسَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ سماک سے وہ جابر بن سمرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے فرمایا کہ ہم جب نبی علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہی

بیٹھ جاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب الرَّجُلُ اَيْنَ يَقْعُدُ اِذَا اَتَى الْمَجْلِسَ حدیث نمبر ٤٦٦)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند احمد جلد٥ ص٩١، ٩٨، ١٠٧

(۲) تاریخ اصفهان جلد٢ ص٢٩٩

(۳) الکامل لابن عدی جلد٤، ص١٣٢٣، ١٢٣٧

(٤) سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التعلق، حدیث نمبر ٤٨٢٥

(٥) ترمذی حدیث نمبر ٢٧٢٥

(٦) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ٦٤٣٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی سماک بن حرب بن اوس بن خالس بچوں میں سے ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں ابوالمغیرہ ان کی کنیت ہے۔ وفات ان کی سن ۱۲۳ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد ا ص ۳۹۴ قدیمی)

ملا علی قاری ؒ فرماتے ہیں کہ سماک ؒ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ذہبی ؒ فرماتے ہیں کہ سماک بن حرب ؒ نے ۸۰ صحابہ کرام ؓ کی زیارت کی ہے اور ثقہ ہیں۔ ابن حبان ؒ نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تنسیق النظام ص ٥٧ مکتبة المیزان)

سماک ؒ انس بن مالک، ثعلبہ بن حکم لیثی (له صحبته) جابر بن سمرہ، عبدالرحمن بن

عبداللہ بن مسعود، نعمان بن بشیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تهذيب الكمال جلد۱۲ ص۱۱۵ مؤسسة الرسالة بيروت)

سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ، مسلم کے راوی ہیں۔ **مسلم جلد۱ ص۲۳۵ میں امام مسلم نے** سماک بن حرب کی روایت نقل کی ہے۔ اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پورا نام جابر بن سمرہ بن جنادہ رضی اللہ عنہما ہے۔ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد سمرہ بھی صحابی ہیں سکونت کوفہ میں اختیار کی، وفات ان کی سن ۷۰ ہجری میں ہوئی۔ **(تقريب جلد۱ ص۱۵۲ قديمي)**

شرح حدیث:

اس حدیث میں ہے کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جہاں جگہ پاتا بیٹھ جاتا لوگوں کے اوپر سے نہیں گزرتا اور اہل وجاہ کی طرح بڑائی کو اختیار نہ کرتا کیونکہ وہ متکبرین کی علامت ہے۔ (مظاہر جلد۴ ص۴۲۱ مطبوعہ مکتبہ العلم)

شمائل ترمذی میں یوں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف فرما ہوتے اور اسی عمل کا حکم دیتے۔ طبرانی و بیہقی حضرت شیبہ بن عثمان سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں شرکت کرے اور اس کو کوئی جگہ خالی ملے تو وہاں بیٹھ جائے ورنہ پھر جہاں بھی جگہ پائے وہاں بیٹھ جائے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص۳۷۴ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۳)...... نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ لَمْ يَبْرَحْ عَنْ مَكَانِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَبْيَضَّ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سماک سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو سورج نکلنے اور اس کی روشنی کے پھیل جانے تک اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے۔

(مسند حصكفى كتاب الصلوٰة، باب مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ وَجَلَسَ فِيْ مَكَانِهٖ حديث نمبر ۱۷۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۲۳۵ باب فضل الجلوس فى مصلاة بعد الصبح (مكتبة الحسن)

(۲) جامع الترمذى جلد۱ ص۱۳۰، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس فى المسجد (قديمى)

(۳) سنن النسائى جلد ۱ ص۱۹۹، باب قعود الامام فى مصلاه بعد التسليم (قديمى)

(۴) شرح السنه جلد۳ ص۲۲۱، باب مايستحب من الجلوس فى المسجد بعد صلاة الصبح

(۵) مصنف عبدالرزاق باب الرجل يصلى الصبح ثم يقعد فى مجلسه حديث نمبر ۲۰۲۶

(۶) ابو داؤد كتاب الصلوٰة باب صلاة الضحى حديث نمبر ۱۲۹۴

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ ہیں

اور تیسرے راوی صحابی رسول جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد مصلیٰ سے نہیں اٹھتے تھے سورج نکلنے تک۔ اس دوران اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر واذکار کیا کرتے تھے اور سورج نکلنے کے بعد اشراق کی نماز پڑھتے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مصلیٰ پر سے نہیں اٹھتے تھے یہاں تک کہ سورج نکل آتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ اشراق کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہنے اور سورج نکلنے تک ذکر واذکار اور اس کے بعد اشراق کی نماز پڑھنے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر طلوع آفتاب تک بیٹھا رہے یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے نمازِ اشراق کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس دوران اس نے صرف خیر و بھلائی کا کلام پڑھا (یعنی نمازِ فجر کے بعد سے لے کر طلوع آفتاب تک ذکر واذکار کرتا رہا) تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۸۹، اضافہ و ترمیم مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۴)......تشہد کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی اسحاق سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآنِ کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔

(مسند حصكفى كتاب الصلوٰة، باب التَّشَهُّدِ حديث نمبر ۱۱۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۱ ص۱۷۴، باب التشهد فی الصلوٰة (مكتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص۶۴ باب ماجاء فی التشهد (قديمی)

(۳) مسند احمد جلد۱ ص۳۱۵

(۴) سنن الكبرىٰ للبيهقی جلد۱ ص۲۷۷

(۵) المعجم الكبير للطبرانی جلد۱۰ ص۶۱، ۶۵، ۶۶

(۶) الكامل جلد۱ ص۴۲۳، جلد ۱ ص۱۹۶

(۷) مصنف ابن ابی شيبة جلد۱ ص۲۹۴

(۸) جامع الترمذی جلد۱ ص۶۵، باب ماجاء فی التشهد (قديمی)

(۹) كتاب الآثار لابی يوسف ص۱۱۵، حديث نمبر ۱۰۸

(۱۰) كتاب الآثار لامام محمد ص۱۰۶، حديث نمبر ۷۷

(۱۱) مسند ابی حنيفة لابی نعيم اصبهانی ص۲۲۱

(۱۲) مسند ابی حنيفة لابن خسرو البلخی جلد۱ ص۲۲۳

(۱۳) سنن النسائی جلد۱ ص۱۷۵، باب نوع آخر من التشهد (قديمی)

(۱۴) سنن المجتبیٰ جلد۲ ص۴۳، نوع آخر من التشهد

(۱۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۳۹ باب التشهد (مطبوعه اقرأ قرآن كمپنی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی ابواسحاق ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا اصل نام عمرو بن عبداللہ بن عبید ہمدانی ہے کنیت ان کی ابواسحاق سبیعی ہے۔ ثقہ اور عابد ہیں وفات ان کی ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ا ص ۷۳۹ قدیمی)

علامہ ابن حبان نے ابواسحاق سبیعی کو ثقات میں لکھا ہے اور تابعین میں شمار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے اور ابواسحاق نے حضرت علی، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابن عباس اور براء بن عازب، زید بن ارقم، ابوجحیفہ، ابن ابی اوفٰی وغیرہ کی زیارت کی ہے۔

(تنسیق النظام ص ۷۶ مکتبہ المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے تشہد کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام کے ساتھ قرآن کریم کی آیت اور سورت سکھایا کرتے تھے اتنے ہی اہتمام سے نماز میں تشہد کے کلمات بھی سکھایا کرتے تھے۔ اس حدیث سے تشہد کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ واجب نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا اہتمام نہ کرتے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم)

(۲۵)......گھریلو گدھوں کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَھْلِیَۃِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة باب النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَةِ حديث نمبر ۳۹۶)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۲ ص۱٤۹، باب تحریم اکل لحم الحمر الانسية (مكتبة الحسن)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۲۹ باب لحوم الحمر الانسية (مكتبة الميزان)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۲ باب ماجاء فی لحوم الحمر الاهلية (قديمی)

(٤) سنن ابن ماجة ص۲۳۰، باب لحوم الاهلية (قديمی)

(٥) سنن النسائی جلد۲ ص۱۹۸، ۱۹۹، باب تحریم اکل لحوم الحمر الاهلية (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٥۳٤، باب فی اکل لحوم الحمر الاهلية (مكتبة الحسن)

(۷) مسند احمد جلد۳ ص۳٦۱

(۸) مصنف عبدالرزاق جلد٥ ص۲٤۰

(۹) تاریخ بغداد جلد۷ ص۳٤۳

(۱۰) الکامل لعدی جلد۲ ص۷۹۸

(۱۱) التمہید لابن عبدالبر جلد۱۰ ص۶۹، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۸

(۱۲) مؤطا امام مالک ص۵۰۷ باب نکاح المتعة (مکتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں دوسرے راوی ابواسحاق اور تیسرے راوی صحابی رسول براء بن عازب ؓ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

عرب میں گدھوں کی دو قسمیں مشہور تھیں۔ ایک کو پالتو گدھا کہا جاتا تھا اور دوسرے کو جنگلی گدھا، شروع میں دونوں قسم کے گدھے کا گوشت حلال تھا لیکن غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت حرام قرار دے دیا گیا۔ اس موقع پر متعہ کو بھی حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ بھی تقریباً چودہ صحابہ کرام ؓ سے مروی ہے۔ حضرت براء بن عازب ؓ کے علاوہ ۱۳ صحابہ کرام ؓ سے مروی ہے کل چودہ صحابہ کرام ؓ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت براء بن عازب ؓ (۲) حضرت ابوثعلبہ الخشنی ؓ (۳) حضرت انس ؓ (۴) حضرت جابر ؓ (۵) حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ (۶) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ (۷) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ (۸) حضرت خالد بن ولید ؓ (۹) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ (۱۰) حضرت علی ؓ (۱۱) حضرت جابر بن عبداللہ ؓ (۱۲) حضرت سلمہ بن اکوع ؓ (۱۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ (۱۴) حضرت ابوہریرہ ؓ۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم)

(۲۶)... مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟

أَبُوْ حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، قِيلَ فَمَنْ مَاتَ صَغِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے وہ ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہر بچہ فطرت صحیحہ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں“ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جو بچے حالت صغر سنی میں ہی فوت ہو جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے بڑے ہو کر جو کام سرانجام دینے تھے اللہ کو ان کا زیادہ علم ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ حدیث نمبر ۶)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۸۵، باب ما قیل فی اولاد المشرکین (مکتبة المیزان)

(۲) مسند احمد جلد۲ ص۳۹

(۳) مسلم جلد۲ ص۳۳۶، ۳۳۷، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة (مکتبة الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد۲ ص۳۵، باب ماجاء کل مولود یولد علی الفطرة (قدیمی)

(۵) والبیہقی جلد۹ ص۱۳۰

(٦) مسند حمیدی حدیث نمبر ۱۱۱۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔
دوسرے راوی عبدالرحمٰن ہیں پورا نام عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج ہے کنیت ان کی ابوداؤد مدنی ہے۔ ربیعہ بن حارث کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ ہیں۔ وفات ان کی سن ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۱ ص ۵۹۴ (قدیمی)

عبدالرحمٰن بن ہرمز صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ امام احمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ہرمز مدنی تابعی ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ ابن خراش نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔

(تهذيب الكمال جلد ۷ ص ۴۷۰ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے۔

(تنسيق النظام ص ٦ مكتبة الميزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جمہور کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبدالرحمٰن ہے اور ان کے والد کا نام صخر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۷۸ سال عمر پائی ہے۔ آپ کی وفات سن ۷۰ یا ۸۰ یا ۵۹ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۲ ص ۴۸۳ھ قدیمی)

شرح مسلم میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے صحابی ہیں۔ حافظ بقی بن مخلد اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مسند ابی ہریرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی (۵۳۷۴) حدیثیں ذکر کی ہیں۔ اتنی زیادہ حدیثیں کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہے۔ (تنسیق النظام ص ۳۹ مکتبہ المیزان)

شرح حدیث:

اس حدیث میں فطرت سے مراد طبع سلیم اور صلاحیت پسند طبیعت ہے۔ جو ہر بچہ ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اس میں اچھائی اور برائی دونوں کی قابلیت ہوتی ہے۔

اگر یہ بچہ کفر وشرک کے اثرات سے پاک رہے تو اس میں ایمان کی قبولیت کی پوری صلاحیت رہتی ہے اور وہ بچہ بلوغت کی حد پر پہنچ کر ایمان کی صراطِ مستقیم پر خود بخود چل پڑتا ہے۔ بد قسمتی سے اگر اس بچے کو ماں باپ یہودی اور عیسائی مل گئے تو وہ اپنے اثرات سے اس بچے کی سادہ طبیعت کا رخ پلٹ دیتے ہیں اور اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ اسی نظریہ کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ حدیث کا دوسرا حصہ ایک شدید اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کفار کے کم سن بچے جو بالغ ہونے سے پہلے بچپن میں ہی فوت ہو گئے ہوں تو وہ شریعت میں مومن شمار ہوتے ہیں یا کافر جنتی ہیں یا دوزخی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ مشیت پر موقوف ہے۔ بیہقی نے اس قول کی نسبت امام شافعی کی طرف کی ہے کہ کافر کی اولاد کے بارے ان کی یہی رائے ہے۔ امام مالک سے کوئی صریح بات منقول نہیں ہے۔ البتہ امام مالک کے اصحاب نے تصریح کی ہے کہ مسلمان کے بچے جنت میں ہیں اور مشرکین کے بچے دوزخ میں ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ توقف کے قائل ہیں کیونکہ قطعی فیصلہ قرآن وحدیث میں کسی طرف نہیں دیا جا سکتا چنانچہ مذکورہ حدیث بھی امام صاحب کے موقف کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرتے۔ نیکیاں کرتے کہ جنتی بنتے یا برائیاں کرتے اور دوزخی بنتے۔ مذکورہ حدیث کے مطابق جب تمام تر معاملہ اللہ کے علم پر موقوف ہے تو پھر کسی ایک جانب قطعی فیصلہ کی گنجائش نہیں رہی۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۲، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۷)...... زمانے کی سختی کا نتیجہ کیا ہوگا؟

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَخْتَلِفُونَ إِلَى الْقُبُورِ، فَيَضَعُونَ بُطُونَهُمْ عَلَيْهِ، وَيَقُولُونَ وَدِدْنَا لَوْ كُنَّا

صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَكُونُ؟ قَالَ لِشِدَّةِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الْبَلَايَا وَالْفِتَنِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ وہ قبروں پر آ کر اپنے جسم ان پر رکھیں گے اور کہیں گے کہ کاش! ہم اس قبر والے کی جگہ ہوتے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا شدت زمانہ اور کثرتِ مصائب وفتن کی وجہ سے۔

(مسند حصکفی کتاب الفتن، باب مَا يَكُوْنُ لِشِدَّةِ الزَّمَنِ حديث نمبر ٤٩٩)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد٢ ص١٠٥٤، باب لا تقوم الساعة حتى يغبط اهل القبور (مكتبة الميزان)

(٢) مسلم جلد ٢ ص٣٩٤، باب فی تمنی الرجل حين تكثر الفتن (مكتبة الحسن)

(٣) سنن ابن ماجة ص٣٠٢، باب شدة الزمان (قديمی)

(٤) مسند احمد جلد٢ ص٢٣٦

(٥) مؤطا امام جلد ١ ص ٢٣٩

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے

استاد عبدالرحمٰن بن ہرمز ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو مرفوع روایت وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر گزرے گا اور قبر پر لوٹے گا اور کہے گا کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا۔ اور دین پورا آزمائش سے بھرا ہوگا۔ خدا کی پناہ یہ ایسی آزمائش کا دور ہوگا کہ انسان خود اپنے منہ سے اپنی موت کی طلب کرے گا مردوں پر رشک کرے گا اور یوں اپنی موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دے گا۔ یاد رکھیے! دنیا کی محبت والفت انسان کی طبیعت میں پیوست ہے اور کسی وقت بھی اور کسی قیمت پر بھی انسان دنیا کو ہاتھ سے چھوڑنا گوارا نہیں کرتا مگر یہ اس وقت تک ہے جب تک دنیا کی زندگی آسائشوں اور راحتوں اور مسرتوں سے بھری ہوئی ہو اور پوری زمین اس کے لیے راحت کا گہوارہ ہو اور اگر یہی دنیا بجائے راحت وسکون کے مصیبت اور تکلیف و پریشانی کا گھر ہو تو انسان کو موت زندگی سے اچھی لگتی ہے اور بجائے زندگی کے موت میں راحت نظر آتی ہے یہ حدیث قیامت کی علامت کے متعلق ہے اور یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے اور آج ہر شخص اپنی آنکھ سے اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ آج دنیا میں اتنی پریشانیاں تکلیفیں فتنہ وفساد ہیں کہ ہر انسان زمانے کی ان سختیوں سے پریشان ہو کر زندگی کی بجائے موت کو ترجیح دے رہا ہے اور دنیا سے رخصت ہو جانے والوں کو اچھا سمجھتا ہے کہ دنیا کی ان جھنجھٹوں سے نجات پا کر وہی اچھے رہ گئے ہم ابھی تک ان ہی الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اب تو نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ لوگ زندگی کے بجائے موت کی تمنا کرنے لگے ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ٣٩٧، ترمیم واضافہ: مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۸)......متعہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ زہری ؒ سے وہ انس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حارثی باب مَا جَاءَ فِیْ حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ حدیث نمبر ۲۷۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اگرچہ کچھ کتابوں میں الفاظ کی کمی و زیادتی ہے لیکن حدیث کا مفہوم و معنی نفس مسئلہ بالکل وہی ہے جو مذکورہ حدیث میں امام ابوحنیفہ ؒ سے مروی ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۴۵۲، باب نکاح المتعة وبیانه (مکتبة الحسن)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۳۰ باب لحوم الاحمر الانسیہ۔

(مکتبة المیزان)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۴۱ باب النهی عن نکاح المتعہ (قدیمی)

(۴) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱۳ باب ما جاء فی نکاح المتعة

(قدیمی)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۸۹ باب تحریم المتعة (قدیمی)

(۶) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۸۳ باب فی نکاح المتعة

(نرأ قرآن کمپنی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۵۰۷ باب نکاح المتعة (مکتبة الحسن)

(۸) کتاب الآثار لابی یوسف ص۱۵۲ حدیث نمبر ۴۹۹

(۹) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص۸۲۱ حدیث نمبر ۱۰۸۴

(۱۰) مسلم جلد ۲ ص۱۴۹ باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیة

(مکتبة الحسن)

(۱۱) مسند ابی حنیفة لابی نعیم الاصبهانی ص۲۱۶

(۱۲) بخاری جلد۲ ص۶۰۶ باب غزوة خیبر (مکتبة المیزان)

(۱۳) کتاب الآثار لامام محمد حدیث نمبر ۲۳۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت زہری ؒ ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ بخاری جلد۲ ص۸۳۰ میں امام بخاری نے امام زہری کی سند سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان کا اصل نام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری ہے۔ کنیت ان کی ابوبکر ہے۔ حافظ وفقیہ ہیں۔ (تقریب جلد۲ ص۱۳۳ (قدیمی)

علامہ ابن حبان نے ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ امام ابن شہاب زہری مشہور جلیل قدر تابعی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: امام زہری محدثین فقہاء اور بڑے بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔

(تنسیق النظام ص۸۲، ۸۳ مکتبة المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت انس بن مالک ؓ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

متعہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص معین مدت تک باہمی رضامندی سے کسی قدر معاوضہ پر کسی عورت سے نکاح کرنا محض شہوت رانی کے لیے، اسی کو متعہ کہتے ہیں۔ خیبر سے پہلے مباح تھا۔ پھر جنگِ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ قیامت تک کے لیے حرام ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم، مزید تفصیل مسلم جلد۱ ص۴۵۰ میں موجود وہاں دیکھ لیا جائے)

(۲۹)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنے والا جہنم میں جائے گا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ سے زُہری سے، وہ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ (جامع المسانید ج۱ حدیث نمبر ۱۰۸)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیه وسلم (مکتبة المیزان)

(۲) بخاری جلد۱ ص۱۷۲، باب ما یکره من النیاحة علی المیت (مکتبة المیزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص۷، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (قدیمی)

(٤) سنن ابن ماجه ص٥، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (قدیمی)

(٥) جامع الترمذی جلد٢ ص٩٤، باب ماجاء فی تعظیم التکذیب علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (قدیمی)

(٦) سنن ابو داؤد جلد٢ ص٥١٤، باب التشدید فی الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (مکتبة الحسن)

(۷) مسند ابی حنیفة لابی نعیم الاصبهانی ص١٢٥، ١٩٥

(۸) مسند امام احمد بن حنبل جلد۳ ص۳۹ حدیث نمبر ۱۱۲۶۳

(۹) مصنف ابن ابی شیبة جلد٥ ص٢٩٥ باب فی تعمد الکذب

(۱۰) مصنف عبدالرزاق جلد۱۱ ص۲۶۱، باب الکذب علی النبی صلی اللہ علیه وسلم حدیث نمبر ٢٠٤٩٤

(۱۱) مسند ابی یعلی جلد۲ ص۷، حدیث نمبر ۹۳۱

(۱۲) دارمی جلد۱ ص۸۸، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حدیث نمبر ٢٣٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں دوسرے راوی امام زہری ؒ ہیں اور تیسرے راوی حضرت انس بن مالک ؓ ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر شدید وعید اور تنبیہ اور توبیخ

فرمائی ہے کہ آپ کی طرف کسی جھوٹی بات کی نسبت کرے اور بہتان لگائے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ جہنم کی آگ میں جلنے کے لیے تیار ہو جائے۔ اس لیے کہ ایسا بد بخت شخص جو صادق اور مصدوق ذات پر الزام اور افتراء اور اتہام کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو وہ اسی سزا کا مستحق ہے کہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے اس مسئلہ میں تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسے قول اور عمل کی نسبت کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، حرام اور گناہ ہے اور ایسا شخص سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

(ماخوذ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ا ص ۲۸۸ مکتبہ العلم)

(۳۰)......فجر کی نماز میں قرأت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي إِحْدَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مسعر (دونوں) زیاد سے وہ حضرت قطبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت قطبہ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی دو میں سے ایک رکعت میں یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ.

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا القرأۃ فی الفجر، حدیث نمبر ۱۰۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۹۷، باب ماجاء فی القرأۃ فی الصبح (قدیمی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۵۹، باب القرأة فی صلوة الفجر (قدیمی)

(۳) سنن النسائی جلد۱ ص۱۵۱، باب القرأة فی الصبح بقاف (قدیمی)

(٤) مسلم جلد۱ ص۱۸٦، باب القرأة فی الصبح (مکتبة الحسن)

(٥) مصنف ابن ابی شیبة جلد۱ ص۳۵۳، باب ما یقرأ فی صلوة الفجر

(٦) مصنف عبدالرزاق، باب القرأة فی صلاة الصبح، حدیث نمبر ۲۷۱۹

(۷) دارمی جلد۱ ص۲۹۷

(۸) صحیح ابو عوانه جلد۲ ص۱۵۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے امام صاحب کے استاد زیاد رحمہ اللہ ہیں، پورا نام زیاد بن علاقہ ثعلبی ہے۔ ابو مالک کوفی ان کی کنیت ہے تیسرے طبقے کے ثقہ راوی ہیں وفات ان کی ۱۰۰ سال کی عمر میں ۱۳۵ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۳۲۲ (قدیمی)

امام ابن معین اور امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور امام ابوحاتم نے ان کے بارے میں صدوق الحدیث کہا ہے۔ علامہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے فرمایا کہ زیاد بن علاقہ ثقہ ہے۔ یعقوب بن سفیان کوفی نے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے فرمایا کہ زیاد بن علاقہ بن مالک ثعلبی کوفی یہ اسامہ بن شریک، جریر بن عبداللہ، مغیرہ بن شعبہ اور اپنے چچا قطبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے امام ثوری، شعبہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔

(تنسیق النظام ص٥٤ مکتبة المیزان، تهذیب التهذیب جلد۳ ص۳۸۱، مطبوعه حیدر آباد دکن)

اس سند کے تیسرے راوی قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ قطبہ بن مالک ثعلبی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔

(تقریب جلد۲ص۴۰ (قدیمی)

المغنی میں ہے کہ قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ یہ زیاد بن علاقہ بن مالک کے چچا ہیں ان سے صرف ان کے بھتیجے نے ہی روایت کیا ہے۔(تنسیق النظام ص ۳۳، مکتبۃ المیزان)

شرح حدیث:

حدیث میں جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے یہ چھبیسویں پارہ سورۃ ق کی آیت مبارکہ ہے۔اس کا یہ معنی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہی سورۃ یا صرف یہی آیت فجر کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کی تلاوت بھی فرمایا کرتے تھے جس سورت کی یہ آیت ہے کیونکہ دوسری احادیث سے فجر کی نماز میں اس سورت یا آیت کے علاوہ بھی تلاوت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔اسی قسم کی احادیث کے پیش نظر حنفیہ نے اس موضوع کی تمام روایات کو جمع کر کے مفصلات کے درمیان تین درجے بنائے ہیں۔

(۱)طوال مفصل: نمازِ فجر اور عشاء کی نماز میں سورت حجرات سے سورت بروج تک

(۲)اوساط مفصل: ظہر اور عصر کی نماز میں سورت بروج سے سورت زلزال تک

(۳)قصار مفصل: مغرب کی نماز میں سورۃ زلزال سے سورۃ الناس تک

(۳۱)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ زِيَادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَامَّةَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ أَلَيْسَ قَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیاد سے وہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اکثر حصہ قیام فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ورم آلود ہو جاتے' ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے سب گناہوں کو معاف نہیں فرمادیا؟ (یعنی اتنی محنت کا فائدہ کیا ہے جب کہ آپ کے تو سارے گناہ معاف ہو چکے؟) فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ عَامَّةَ اللَّيْلِ حدیث نمبر ۱۷۲)

تخریج حدیث:

اس روایت کو بھی حدیث کی دیگر کتابوں میں محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۵۲، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مکتبۃ المیزان)

(۲) بخاری جلد۲ ص۷۱۶، باب قوله ليغفر الله لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر، ص۹۵۸، باب الصبر عن محارم الله (مکتبۃ المیزان)

(۳) مسلم جلد۲ ص۳۷۷، باب اکثار الاعمال والاجتہاد فی العبادۃ (مکتبۃ الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۹٤ باب ماجاء فی الاجتہاد فی الصلوٰۃ (قدیمی)

(۵) سنن النسائی جلد۱ ص۲٤٤، باب الاختلاف علی عائشۃ فی احیاء الیل (قدیمی)

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی کتاب الغیر حدیث نمبر ۵۲۱

(۷) سنن ابن ماجة ص۱۰۳، باب ماجاء فی طول القیام فی الصلوٰة (قدیمی)

(۸) مسند امام احمد جلد٤ ص۲۵۱، ۲۵۵

(۹) صحیح ابن حبان جلد۱ ص۲٦٤، ۲٦۵، حدیث نمبر ۳۱۱

(۱۰) سنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص۱٦، جلد۷، ص۳۹

(۱۱) شرح السنة للبغوی حدیث نمبر ۹۳۱

(۱۲) التمہید لابن عبد البر جلد٦ ص۲۲۳، ۲۲٤

(۱۳) تاریخ بغداد جلد۱٤ ص۳۰٦

(۱٤) مسند حمیدی حدیث نمبر ۷۵۹

(۱۵) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٤۷٤٦

(۱٦) صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۱۸۲، ۱۱۸۳

(۱۷) طیالسی حدیث نمبر ٦۹۳

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ﷫ ہیں دوسرے راوی زیاد بن علاقہ ہیں۔ان دونوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ ہیں۔پورا نام مغیرہ بن شعبہ بن مسعود بن معتب ثقفی ؓ ہے۔ مشہور صحابی ہیں حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور پہلے بصرہ پھر کوفہ پر امیر مقرر ہوئے۔ وفات ان کی صحیح قول کے مطابق سن ۵۰ھ میں ہوئی۔(تقریب جلد۲ ص۲۰٦)

ان سے عروہ بن زبیر، ابوادریس خولانی اور امام شعبی نے روایت کی ہے اور اسی طرح زیاد بن علاقہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔(تنسیق النظام ص۳٤ مکتبة المیزان)

شرح حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی عبادت میں اس قدر طویل قیام کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر ورم آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے سوال کا جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر اپنے احسان اور فضل سے نوازا ہے کہ میرے سب گناہ معاف کر دیئے گئے۔ مجھے ایسے مقام اور درجہ پر فائز کر دیا گیا ہے کہ اس سے بلند کوئی اور مقام نہیں تو میرا بھی حق ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس قدر محنت اور مشقت سے کروں تاکہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں۔دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا اصل مقصد اللہ کی شکر گزاری ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان پر ہر وقت لازم ہے کیونکہ ہر نعمت پر شکر واجب ہے اور انسان پر ہر وقت نعمتوں کی بارش ہوتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص۹۰٦ مکتبة العلم)

(۳۲)......نرمی کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ زِیَادٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِیْكٍ، قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَعْرَابُ یَسْاَلُوْنَهُ، قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَیْرُ مَا اُعْطِیَ الْعَبْدُ؟ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ﷫ زیاد سے وہ اسامہ بن شریک ؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت اسامہ بن شریک ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا

کچھ دیہاتی لوگ سوال کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! انسان کو سب سے بہتر چیز کیا دی گئی ہے؟
فرمایا اخلاق حسنہ۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَا جَاءَ فِي الرِّفْقِ حديث نمبر ٤٥٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۲٤٥، باب ما انزل الله داءً الا انزل الله له شفاء (قديمى)

(۲) مسند احمد جلد٤ ص۲۷۸، ۳۸۵

(۳) سنن الكبرىٰ للبيهقي جلد۹ ص۳٤۳، باب ماجاء فى اباحة التداوى

(٤) مستدرك حاكم جلد۱ ص۱۲۱، جلد٤ ص۱۹۹، ۳۹۹

(۵) التمهيد لابن البر جلد۵ ص۲۸۲

(٦) المعجم الكبير لطبرانى حديث نمبر ١٤٦، ١٤٧، ١٤٨، ١٥٠، ١٥١

(۷) مسند حميدى حديث نمبر ۸۲٤

(۸) تهذيب تاريخ دمشق لابن عساكر جلد۲ ص۲۱۷

(۹) تاريخ اصبهان لابى نعيم جلد۱ ص۲٦٦، جلد۲ ص۱٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں اور دوسرے راوی امام صاحب ؒ کے استاد زیاد بن علاقہ ؒ ہیں ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن شریک ؓ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں کہ اسامہ بن شریک ثعلبی صحابی ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ان سے

اکیلے زیاد بن علاقہ نے ہی روایت کیا ہے۔ (تقریب جلد۱ ص۶۷ قدیمی)

شرح حدیث:

عادت اور خصلت کی پاکیزگی وعمدگی دین میں چوٹی کا مرتبہ رکھتی ہے۔ بہت سی احادیثِ صحیحہ اس کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حدیث مذکورہ سے بھی اسی بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ انسان کو اللہ کی طرف سے جو کچھ بہتر صفات وحسنات عطا ہوئے ہیں۔ ان میں حسنِ خلق (اچھے اخلاق) کو سب پر برتری اور فضیلت حاصل ہے۔ مسلم، ترمذی اور بخاری الادب المفرد میں نواس بن سمعان سے مرفوع روایت لائے ہیں کہ نیکی حسنِ خلق (اچھے اخلاق) کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تو اس کو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ امام ترمذی ؒ حضرت ابودرداء ؓ سے مرفوع روایت لاتے ہیں کہ قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے بھاری چیز جو رکھی جائے گی۔ وہ حسن خلق (اچھے اخلاق) ہے اور اللہ تعالیٰ فحش کلام اور بےہودہ گفتگو کرنے والے کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔ ابوداؤد میں سیدہ عائشہ ؓ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ مومن اپنی حسن اخلاق کی وجہ سے شب بیدار اور ہمیشہ روزہ رکھنے والوں کے جیسا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ غرض اسی قسم کے مضمون کی بہت سے احادیث صحاح ستہ کی کتابوں میں مروی ہے جن سے حسن خلق کی بہت وقعت ومنزلت دل میں قائم ہوجاتی ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ۳۶۹ ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳۳)......مجثمہ کی حرمت کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ نافع سے وہ ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر ؓ

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصكفی كتاب الاطعمة، باب مَا يُنْهٰى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ، حديث نمبر ٤٠٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) جامع الترمذی جلد٢ ص٤، باب ماجاء فی اكل لحوم الجلالة والبانها (قديمی)

(٢) مسند امام احمد جلد١ ص٣٢١، ٣٤١، ٣٣٩

(٣) سنن دارمی جلد٢ ص٨٩

(٤) بخاری جلد٢ ص٨٢٨، باب ما نكره من المثلة والمصبورة والمجثمة (مكتبة الميزان)

(٥) سنن النسائی جلد٢ ص٢٠٩، باب النهی عن المجثمة (قديمی)

(٦) مصنف ابن شيبة جلد ٥ ص٣٩٧

(٧) مسلم جلد٢ ص١٥٣، باب النهی عن صبر البهائم (مكتبة الحسن)

(٨) ابن ماجة ص٢٣٩، باب النهی عن صبر البهائم

نوٹ:

اگرچہ ان احادیث کی کتابوں میں الفاظ کی تبدیلی اور کمی زیادتی ہے۔ لیکن حدیث کا مفہوم ومعنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب ؒ سے مروی حدیث میں ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے

راوی امام صاحب ؒ کے استاد نافع ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں کہ نافع کی کنیت ابوعبداللہ مدنی ہے۔ عبداللہ بن عمر ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ تیسرے طبقہ کے ثقہ راوی ہیں۔ مشہور فقیہ ہیں۔ وفات ان کی سن ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۲ص۲۳۹ (قدیمی))

نافع ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ حافظ مزی ؒ نے لکھا ہے: محمد بن سعد نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کثیر الحدیث ثقہ تھے۔ امام عجلی نے فرمایا کہ نافع مدنی تابعی ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن خراش اور امام نسائی نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب الکمال جلد۲۹ص۳۰۴ مطبوعہ بیروت)

تیسرے راوی صحابی رسول عبداللہ بن عمر ؓ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مجثمہ وہ جانور ہے جس کو سامنے باندھ کر تیر بازی کے لیے نشانہ بنایا جائے۔ ایسا جانور اگر مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔ مسلم جلد۲ص۱۵۳ میں عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ لگائے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا بہت رواج تھا لیکن حیوانات کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی ممانعت فرمائی ہے ممانعت بطور تحریم ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دو نقصان ہیں ایک اس فعل کے ذریعے کسی جاندار کو اذیت پہنچانا ہے جو کہ حرام ہے اور دوسرا اس فعل کے ذریعے مال کو ضائع کرنا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۴ص۴۰ ترمیم واضافہ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۳۴)...... کنواری لڑکیوں سے نکاح کی ترغیب کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكِحُوا الْجَوَارِيَ

الشَّبَابَ، فَإِنَّهُنَّ أَنْتَجُ أَرْحَامًا، وَأَطْيَبُ أَفْوَاهًا، وَأَعَزُّ أَخْلَاقًا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کنواری لڑکیوں سے نکاح کیا کرو، کیونکہ ان کا رحم مرد کے آب حیات کو زیادہ قبول کرتا ہے اور وہ خوشبودار منہ اور عمدہ اخلاق رکھتی ہیں۔

(مسند حصکفی باب الحث علی نکاح الابکار، حدیث نمبر ۲۵۹)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۱۳٤، باب تزویج الابکار (قدیمی)

(۲) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۷ ص۸۱

(۳) مسند امام احمد جلد۳ ص۱۵۸

(٤) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۲۰۵۰

(۵) سنن النسائی حدیث نمبر ۱۸٦۱

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ ؒ ہیں جن ذکر پہلے گزر چکا ہے۔اس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوحنیفہ ؒ کے استاد عبداللہ بن دینار ؒ ہیں۔ ائمہ صحاحِ ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ پورا نام عبداللہ بن دینار عدوی مدنی ہے۔کنیت ان کی ابوعبدالرحمن ہے۔عبداللہ بن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ ہیں وفات ان کی سن ۱۲۷ھ میں ہوئی۔(تقریب جلد۱ ص۴۹۰ قدیمی)

عبداللہ بن دینار نے ابن عمر، انس، سلیمان بن یسار وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن سعد اور نسائی نے عبداللہ کو ثقہ کہا ہے۔امام عجلی نے بھی ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۵ ص۲۰۱،۲۰۲ حیدرآباد دکن)

اور امام ابوحنیفہ ؒ نے عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے۔

(تنسیق النظام ص٦٤ مکتبة المیزان)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی عبداللہ بن عمرؓ ہیں ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے کہ نکاح کے لیے سب سے بہتر کنواری لڑکی ہے۔اس کی وجہ سے بیان فرمائی ہے کہ جوانی کی وجہ سے کنواری لڑکیوں کے رحم میں حرارت بہت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے نطفہ جلدی قرار پکڑتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ کنواری لڑکی شیریں کلام ہوتی ہیں اور تہذیب وشرم وحیا اور ادب ان پر غالب ہوتا ہے۔ زبان سے میٹھی بات نکالتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے پہلے کسی خاوند کو دیکھا نہیں ہوتا۔

تیسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کے اخلاق پسندیدہ ہوتے ہیں۔ برتاؤ بہت خوشگوار ہوتا ہے میل جول دل پسند ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی بہت بہتر اور بہت اچھی گزرتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۳ ص۲۷۴ مکتبة العلم وشرح مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص۲۳۸ مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۳۵)......محرم کالباس

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،

قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَاذَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا الْقَبَاءَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن دینار سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! محرم کس طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے؟ فرمایا نہ قمیص پہن سکتا ہے اور نہ عمامہ، قباء، شلوار، ٹوپی اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا جسے ورس یا زعفران لگی ہوئی ہو اور جس شخص کے پاس جوتیاں نہ ہوں اسے موزے پہننے کی اجازت ہے لیکن اس چاہیے کہ انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

(مسند حصکفی باب مَا يَلْبَسُهُ الْمُحْرِمُ حدیث نمبر ۲۳۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۰۹، باب ما یلبس المحرم من الثیاب (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۳۷۲، باب ما یباح المحرم بحج او عمرة لبسه ومالا یباح (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۷۱، باب ما جاء فی لبس السراویل والخفین للمحرم، باب ما جاء فی ما لایجوز للمحرم لبسه (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۸، باب النهی عن لبس السراویل فی الاحرام (قدیمی)

(٥) سنن ابن ماجة ص۲۱۰، باب ما یلبس المحرم من الثیاب (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵۳، باب ما یلبس المحرم (مکتبة اقرا قرآن کمپنی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۳۳۰، باب ینهی عنه من لبس الثیاب فی الاحرام (مکتبة الحسن)

(۸) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۱ ص۳٦۸، باب ما یلبس المحرم من الثیاب، ص۳٦۹ باب لبس الثوب الذی قد مسه ورس او زعفران (مطبع مجتبائی پاکستان)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی عبد اللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محرم سلا ہوا کپڑا نہ پہنے یہاں سے مراد معمول کے مطابق پہننا ہے کہ قمیص کی آستینوں میں ہاتھ ڈال کر اور پائنچوں میں پاؤں ڈال کر پہننا مراد ہے؟ پس اگر کوئی محرم قمیص کو چادر کی طرح بدن پر ڈال لے یا شلوار کو تہبند کی طرح لپیٹ لے تو یہ محرم کے لیے منع نہیں ہے کیونکہ عادتاً شلوار قمیص ایسے نہیں پہنی جاتیں۔ برنس سے یہاں مطلقاً سر ڈھانپنے والا کپڑا مراد ہے مطلب محرم سر کو کپڑے چادر ٹوپی وغیرہ سے نہیں ڈھانک سکتا۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ عرف میں اس کو پہننا اور اوڑھنا نہ کہتے ہوں تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی محرم سر پر گٹھڑی اٹھالے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ عادتاً اس طرح سر ڈھانپا نہیں جاتا اور ٹخنے سے اس جگہ مراد ہڈی ہے حنفیہ کے نزدیک وہ ہڈی مراد ہے جو پاؤں کے

درمیان میں ابھری ہوئی سخت ہڈی ہوتی ہے۔ تو محرم کے لیے اس کا کھلا رکھنا ضروری ہے ڈھانپنا منع ہے اور امام شافعی کے نزدیک یہی ٹخنا مراد ہے۔ جس کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ محرم کا احرام کی حالت میں موزہ پہننا یا ایسا جوتا پہننا جس کی وجہ سے پاؤں کے درمیان والی سخت ہڈی ڈھک جائے تو جائز نہیں ہے۔ اور ورس ایک خاص قسم کی گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کوئی محرم زعفران یا ورس میں رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے کیونکہ اس میں خوشبو ہوتی ہے اور خوشبو کا استعمال محرم کے لیے جائز نہیں ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ص۷۷۹مکتبہ العلم)

(۳۶)......دھوکے کی مذمت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عبداللہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خرید و فروخت میں دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے۔

(مسند حصکفی باب التشدید فی الغش حدیث نمبر ۳۴۶)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۷۰، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا (مکتبۃ الحسن)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۴۵، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع (قدیمی)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۶۱، باب النهی عن الغش (قدیمی)

(۴) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۸۹، باب فی النهی عن الغش (مکتبة الحسن)

(۵) مسند امام احمد جلد۲ ص۲۴۲

(۶) دارمی جلد۲ ص۲۴۸

(۷) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۵ ص۳۲۰

(۸) الترغیب والترهیب جلد۲ ص۲۳۱

(۹) کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۵۴

(۱۰) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۴۹۰۵

نوٹ:

امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لفظ **فی البیع والشراء** کے بغیر روایت کیا ہے۔ باقی حدیث وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے اور حدیث کا مفہوم و معنی بھی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں اور دوسرے راوی عبداللہ بن دینار ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ہم میں سے نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس میں ہم مسلمانوں جیسے اخلاق و عادات نہیں

ہے اور نہ وہ سنت اسلامی پر ہے۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں پانی سے تر ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کے مالک سے فرمایا۔ یہ تری کیسی اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بارش برسی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۰۶ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ اس باب میں یہ حدیث ابن عمر، ابو الحمراء، ابن عباس، بریدہ، ابوبردہ بن دینار اور حذیفہ بن یمان سے بھی مروی ہے اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور انہوں نے دھوکہ دینے کو مکروہ (تحریمی) قرار دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ دھوکہ دینا حرام ہے اور امام دارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث نقل کی ہے اور اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کے مالک کو ڈانٹا پھر فرمایا کہ دھوکہ دینا مسلمانوں کا طریقہ نہیں جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں ہے۔

(ماخوذ تنسیق النظام ص ۱۷۲ مکتبہ المیزان)

(۳۷)...... بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں سحری سے نہ روک دے

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بلال رات کو سحری کی اذان دیتے ہیں، اس لیے تم ان کی اذان کے بعد بھی کھاتے پیتے رہا کرو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے دیں کیونکہ وہ نماز کا وقت ہونے کے بعد اذان دیتے ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصوم، باب لَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ حدیث نمبر ۲۰۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۸۷، باب الاذان بعد الفجر (مکتبہ المیزان)

(۲) بخاری جلد۱ ص ۲۵۷، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال (مکتبۃ المیزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص ۳۴۹، ۴۵۰، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل (مکتبۃ الحسن)

(۴) مؤطا امام مالك ص ۵۸ باب قدر سحور من النداء (مکتبۃ الحسن)

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ ص ۱۷۲

(۶) تاریخ اصبهان لابی نعیم جلد۲ ص ۲۸۴

(۷) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۱ ص ۸۲، باب التاذین للفجر ای وقت هو بعد طلوع الفجر ص ۳۲۴ باب الوقت الذی یحرم فیه الطعام علی الصائم (مطبع مجتبائی پاکستان)

(۸) طبقات الکبریٰ لابن مسعود جلد۱ ص ۱۵۲

(۹) شرح السنة للبغوی جلد۲ ص ۲۹۹

(۱۰) سنن ابی داؤد جلد۱ ص ۳۲۰، باب وقت السحور (اقرأ، قرآن کمپنی)

(۱۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۵۰ باب ماجاء فی بیان الفجر (قدیمی)

(۱۲) سنن النسائی جلد۱ ص۳۰۵ باب کیف الفجر (قدیمی)

نوٹ:

امام ترمذی نے ترمذی جلد ا ص ۱۵۰ میں اور ابوداؤد، نسائی وغیرہ نے اس حدیث کو الفاظ کی کمی وزیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لیکن مفہوم ومعنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی کی حدیث امام صاحب سے مروی اس حدیث کے لیے بطور شواہد کے ہے۔

(۱۳) مسند امام احمد جلد۲ ص۶۲، ۶۴، ۷۳، ۷۹، ۱۰۷، ۱۲۳، جلد۶ ص ۴۳۳

(۱۴) جامع الترمذی جلد۱ ص۵۰ باب ما جاء فی الاذان باللیل (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں دوسرے راوی عبداللہ بن دینار ؒ اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ انہیں الفاظ سے بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک وقت سے پہلے نہ تو صبح کی اذان جائز ہے نہ کسی اور وقت کی۔

چنانچہ امام ابوداؤد ؒ شداد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال ؓ نے ایک مرتبہ طلوع فجر سے پہلے اذان دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ پکار کر کہہ دیں کہ میں وقت سے غافل ہو گیا تھا کہ وقت سے پہلے اذان دے دی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال ؓ کو یہ حکم صرف اس لیے دیا کہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے کہ لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اذان وقت سے پہلے دینا جائز ہے اور مذکورہ حدیث رمضان

المبارک کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ امام محمد ؒ نے تصریح کی ہے کہ رمضان میں حضرت بلال ؓ کی اذان سحری کھانے کا ایک اعلان سا ہوتا تھا' نہ کہ نمازِ فجر کی اذان اور ابنِ ام مکتوم ؓ کی اذان محض نمازِ فجر کے لیے ہوتی تھی جیسا کہ حدیث کے صاف واضح الفاظ اس مطلب کو واضح کر رہے ہیں اور طلوع فجر کے بعد کھانا پینا کب جائز ہونے لگا؟ اگر حضرت بلال ؓ کی اذان نمازِ فجر کے لیے اذان ہوتی جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کلوا واشربوا کے الفاظ نہ ارشاد فرماتے کیونکہ طلوع فجر کے بعد تو کھانا پینا جائز ہی نہیں۔ لہٰذا عمل جاننا اور کلوا واشربوا کے الفاظ سے نظر ہٹالینا حدیث کی غلط ترجمانی ہے۔ بہت ممکن ہے بلکہ بالکل قرینہ قیاس یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی غرض یہ ہو کہ بلال ؓ چونکہ غلطی کرتے ہیں اس لیے سحری ختم کرنے کا مدار ان کی اذان پر نہ رکھو بلکہ ابن ام مکتوم ؓ کی اذان پر رکھو کیونکہ وہ نابینا تھے وہ اذان اس وقت دیتے جب بالکل صبح ہو جاتی اور لوگ ان سے کہتے کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی ہے۔ جیسا کہ موطا امام مالک ؒ ص۵۹ (مکتبۃ الحسن) میں ہے تو اس وقت البتہ کھانا پینا بند کر دینا چاہیے۔

قارئین! اب آپ ذرا انصاف کو سامنے رکھ کر غور کیجیے کہ حدیث کو سمجھنے کا صحیح سلیقہ احناف کو حاصل ہے یا حدیث دانی کے دعویداروں کو؟

کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ حنفی حدیث کو کیا سمجھیں، حنفیوں کے پاس تو محض رائے اور قیاس ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک الکذب الصریح۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص۲۰۶، ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳۸)......استلام کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ مَا تَرَكْتُ

اسْتِلَامَ الْحَجَرِ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ نافع سے وہ ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس وقت سے استلام کو کبھی ترک نہیں کیا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِلَامِ حديث نمبر ۲۴۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱۸، باب الرمل فی الحج والعمرة (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۴۱۲، باب استحباب استلام الرکنین الیمانین فی الطواف (مکتبة الحسن)

(۳) سنن النسائی جلد۲ ص۳۸ باب مسح الرکنین الیمانین (قدیمی)

(۴) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵۸، باب الاستلام الارکان (اقرا قرآن کمپنی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ ؒ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع ؒ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر اسود کو بوسہ دینے کا ذکر ہے۔ آپ

کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کو ہاتھ لگاتے پھر بوسہ دیتے تھے۔ حجرِ اسود کو بوسہ دینا تمام ائمہ کے نزدیک سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص۲۴۷، مکتبہ العلم ترمیم واضافہ)

(۳۹)...... منکرینِ تقدیر کی مذمت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ قَوْمٌ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدَقَةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تُشَيِّعُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ وَمَجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَحَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ نافع سے روایت کرتے ہیں، وہ ابن عمر ؓ سے، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت ایسی بھی آئے گی جو تقدیر کو نہیں مانے گی پھر وہ زندقہ کی راہ پر چل پڑے گی۔ ایسے لوگوں سے جب تمہارا آمنا سامنا ہو تو انہیں سلام مت کہو اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کے لیے نہ جاؤ۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو یہ گروہِ دجال ہے اور یہ لوگ اس امت کے مجوسی ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ حکم طے ہو گیا ہے وہ انہیں جہنم میں مجوسیوں کے ساتھ اکٹھا کرے گا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ حديث نمبر ۱۹)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۶۴۴، باب فی القدر (مکتبة الحسن)

(۲) کامل لابن عدی جلد۳ ص۱۰۶۸

(۳) مستدرك حاكم جلد۱ ص۸۵

(۴) کشف الخفاء جلد۱ ص۵۲۳، جلد۲ ص۱۱۹

(۵) تاریخ ابن عساکر جلد۵ ص۳۸۵

(۶) مجمع الزوائد جلد۷ ص۲۰۵

(۷) السنة لابن ابی عاصم جلد۱ ص۱۴۹

(۸) سنن ابن ماجة ص۱۰، باب فی القدر (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ قدریہ فرقہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قدریہ فرقہ گمراہ ہے ان کو ضلالت اور گمراہی میں مجوسیوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ مجوسی اس قوم کو کہتے ہیں جو آتش پرست ہیں اور یہ دو خدا مانتے ہیں۔ ایک خالق خیر جس کو یزدان کہتے ہیں اور دوسرا خالقِ شر جسے اہرمن کہتے ہیں۔ جس طرح مجوسی متعدد معبود مانتے ہیں۔ اس طرح قدری بھی کئی خالق اور معبود مانتے ہیں۔

وہ اس طرح کہ قدریہ فرقہ والے تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے تو اس طرح ہر انسان اپنے افعال کا خالق ہوگا اگر فعل اچھا ہو تو خالق خیر ہوگا اگر فعل برا ہوگا تو خالقِ شر ہوگا۔ اس اعتبار سے قدری لوگ مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں کیوں کہ مجوسی صرف دو خدا مانتے ہیں۔ قدریہ اور معتزلہ متعدد خدا مانتے ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اس فرقہ کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کرنا چاہیے اگر وہ بیمار ہو جائے تو ان کی عیادت اور مزاج پرسی نہ کی جائے، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں حاضری نہ دی جائے۔ الغرض ان کی غمی اور خوشی میں شرکت نہ کی جائے اور نہ ان کے ساتھ کوئی معاشرتی تعلق رکھا جائے بعض علماء ان کو کافر سمجھتے ہیں اور اس حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے ان کے حق پر یہی فتویٰ صادر کرتے ہیں اور بعض علماء ان کو کافر نہیں کہتے بلکہ فاسق اور فاجر کہتے ہیں اور اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس حدیث کا مقصد ان کی ضلالت کو بیان کرنا ہے اور ان کے لیے...... ملامت اور ندامت کا اظہار ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص۲۰۸، مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۴۰)...... جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم

حَدثنا ابو محمد بن حیان ثنا احمد بن الحسن ثنا عبدالله بن بشر بن شعیب الرازی ثنا ابو یوسف القاضی عن ابی حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال النبی صلی الله علیه وسلم مَنْ اَتَی الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

ترجمہ:

ہم سے ابومحمد بن حیان نے بیان کیا، ہم سے احمد بن الحسن، ہم سے عبداللہ بن بشر بن شعیب الرازی نے، ہم سے قاضی ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے نافع، اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازِ جمعہ کے لیے (مسجد میں) آئے تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

(ابو نعیم اصبهانی، تاریخ اصبهان، ۱: ۱٦٦، رقم: ۱٥۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۲۰ باب فضل الغسل یوم الجمعة (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲۷۹، کتاب الجمعة (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۷٦، باب ماجاء فی الغسل یوم الجمعة (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۱ ص۲۰٤، باب الامر بالغسل یوم الجمعة (قدیمی)

(٥) مؤطا امام مالك ص۸۷، باب العمل فی غسل یوم الجمعة (مکتبة الحسن)

(٦) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۱۱، باب ماجاء فی الاغتسال فی یوم الجمعة (قدیمی)

(۷) صحیح ابن خزیمة حدیث نمبر ۱۷٤۹، ۱۷٥۱

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، دوسرے امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ غسل یوم الجمعہ کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اہل ظواہر کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اور جمہور ائمہ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے یہی مذہب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اہل ظواہر کا استدلال مذکورہ روایت سے ہے کہ اس میں فَلْیَغْتَسِلْ امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ صیغہ استحباب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے ورنہ اس کا دیگر روایات سے تعارض لازم آئے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابتداءً ایک علت کی وجہ سے وجوب کا حکم تھا بعد میں وجوب منسوخ کر دیا گیا۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص۵۱۲، مکتبہ العلم)

جمعہ کے دن کا غسل ابتداء اسلام میں واجب تھا...... بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔ اب یہ غسل سنت ہے۔

(۴۱)...... متعہ کی حقیقت

حدثنا عبدالباقی بن نافع حدثنا اسماعیل بن الفضل البلخی قال حدثنا محمد بن جعفر بن موسیٰ قال حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَمَا کُنَّا مَسَافِحِیْنَ.

ترجمہ:

ہم سے عبدالباقی بن نافع نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن الفضل البلخی نے انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر بن موسیٰ، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن الحسن، انہوں نے کہا ہم سے امام ابوحنیفہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے نافع اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے

ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا اور ہم پہلے بھی بدکار نہیں تھے۔

(احکام القرآن جصاص باب المتعة ج۳ ص۱۰۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۶۰۶، باب غزوة خیبر (مکتبة المیزان)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۴۰، باب لحوم الحمر الانسیة (مکتبة المیزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص۴۵۲ باب نکاح المتعة (مکتبة الحسن)

(۴) سنن ابن ماجة ص۱۴۱، باب النهی عن نکاح المتعة (قدیمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱۲، باب ما جاء فی نکاح المتعة (قدیمی)

(۶) سنن النسائی جلد۲ ص۸۹، باب تحریمة المتعة (قدیمی)

(۷) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۸۳، باب فی نکاح المتعة (اقرأ قرآن کمپنی)

(۸) مؤطا امام مالك ص۵۰۷، باب نکاح المتعة (مکتبة الحسن)

(۹) کتاب الآثار لابی یوسف ص۱۵۲ حدیث نمبر ۷۰۰

(۱۰) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۳۹، ص۲۷۰

(۱۱) مسند ابی حنیفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۸۲۱، حدیث نمبر ۱۰۸۴

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی تشریح امام زہری سے مروی متعہ کی حرمت والی روایت میں پہلے گزر چکی

ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۴۲)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى اَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَتَنْزِيلُ السَّجْدَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحم الدُّخَانُ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِتَبَارَكَ الْمَلِكُ كُتِبَ لَهُ كَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَشُفِّعَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ مِمَّنْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ وَأُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَرَوٰى مَوْقُوفًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز عشاء کے بعد چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان سلام نہ پھیرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ سجدہ کی تلاوت کرے، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ دخان پڑھے، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یٰسین پڑھے اور آخری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک کی تلاوت کرے تو اس کے لیے شبِ قدر میں قیام کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور اس کے اہلِ خانہ میں سے جس جس کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہو گا ان کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة باب مَنْ صَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ حدیث نمبر ۱۷۹)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس مذکورہ حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ بعض کتابوں میں اگرچہ مرکزی راوی تبدیل ہے مگر مفہوم و معنی بعینہ وہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(۱) کتاب الآثار لابی یوسف ص۳۴، حدیث نمبر ۴۰۸

(۲) کتاب الآثار لامام محمد ص٦٦ حدیث نمبر ۱۱۰

(۳) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۲۲۲

(٤) مسند ابی حنیفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۷٤۹، حدیث نمبر ۹٥۹

(٥) مصنف ابن ابی شیبة جلد۲ ص۱۲۷، باب فی اربع رکعات بعد العشاء

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی جلد٤ ص۳٤۲، حدیث نمبر ۷٤٤۲

(۷) سنن المجتبیٰ جلد۸ ص۸٤، حدیث نمبر ٤۹٥٤

(۸) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۱ ص٤۳۷، حدیث نمبر ۱۲۲٤۰

(۹) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۲ ص ٤۷۷، حدیث نمبر ٤۲۸۹

(۱۰) المعجم الاوسط للطبرانی جلد٦ ص۲٥٤، حدیث نمبر ٦۳۳۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد محارب ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ پورا نام محارب بن دثار کوفی تابعی ہے۔ چوتھے طبقے کا ثقہ امام زاہد راوی ہے۔ وفات ان کی ۱۱۴ہجری میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص۱۴۰ (قدیمی)

محارب بن دثار نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن یزید، جابر بن عبداللہ اور عبید بن براء بن

عازب وغیرہ سے روایت کی ہے۔ امام احمد، یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم، یعقوب بن سفیان اور امام نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے ثقہ کہا ہے اور یعقوب بن سفیان اور دارقطنی نے ثقہ کہا ہے۔ وفات ان کی ۱۱۴ہجری میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب جلد۱۰ ص۵۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی عبداللہ بن عمر ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کے اندر عشاء کی نماز کے بعد چار رکعات نفل نماز کی فضیلت کا ذکر ہے جو شخص عشاء کی نماز کے بعد مذکورہ حدیث کے طریقہ کے مطابق چار رکعات نفل نماز پڑھے تو اس کے لیے شبِ قدر میں قیام کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ ابوداؤد انہیں چار رکعات کے ثبوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث لائے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نمازِ عشاء ادا فرما کر میرے پاس تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعت نماز ادا فرماتے۔

(شرح مسند امام اعظم، مولانا سعد حسن صفحہ ۱۹۵ ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۴۳)...... پنجہ سے شکار کرنے والے پرندہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے مروی ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندے کو کھانے سے منع فرمادیا۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب ما يُنْهٰى عَنْ ذِىْ مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ، حديث نمبر ۳۹۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۲۳۲، باب اکل کل ذی ناب من السباع (قدیمی)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۷۳، باب فی کراهية کل ذی ناب وذی مخلب (قدیمی کتب خانه)

(۳) سنن النسائی جلد۲ ص۲۰۰، باب اباحة اکل لحوم الدجاج (قدیمی)

(٤) صحیح مسلم جلد۲ ص۱٤۷، باب تحریم اکل ذی ناب من السباع، کل ذی مخلب من الطیر (مکتبة الحسن)

(۵) سنن ابی داؤد، جلد۲ ص۵۳۳، باب ماجاء فی اکل السباع (مکتبة الحسن)

(٦) مسند امام احمد جلد۱ ص۳۳۹

(۷) کتاب الآثار للامام ابی یوسف جلد۱ ص۲٤۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی محارب بن

دثار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرندوں کے حلال وحرام ہونے کے بارے میں ایک اصول ارشاد فرمایا ہے کہ ہواؤں میں اڑنے والا ہر وہ پرندہ جو اپنے پنجوں سے شکار کرتا ہے اسے کھانا حرام ہے۔ مثلاً باز، شاہین، شکرا، گدھ وغیرہ اور شکاری پنجہ دار پرندے اس حکم کے تحت میں آ کر حرام ہوئے اور اسی حدیث کا حکم ان سب کو شامل ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص۳۳۹، ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۴۴)......متعہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ حديث نمبر ۲۷۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث کی مکمل تخریج پیچھے امام زہری اور امام نافع سے مروی متعہ کی حرمت کے متعلق روایت میں گزر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں تین راوی ہیں۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ، اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان تینوں حضرات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی مکمل شرح امام زہری سے مروی متعہ کی حرمت والی روایت میں گزر چکی ہے۔وہاں دیکھ لی جائے۔

(۴۵)......جھوٹی گواہی دینے کی سزا

اخبرنا ابو الحسن بن قبیس نا ابو منصور بن خیرون قال انا ابوبکر الخطیب انا الحسن بن محمد الخلال انا محمد بن المظفر نا ابوبکر مکرم بن احمد بن محمد بن مکرم وابو محمد عبداللہ بن احمد قالا نا ابو حازم عبدالحمید بن عبدالعزیز نا شعیب بن ایوب نا الحسن بن زیاد اللؤلؤی نا ابو حنیفة عن محارب بن دثار عن ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا قال قال رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ شَاھِدُ زُوۡرٍ لاَ تَزُوۡلُ قَدَمَاہُ حَتّٰی تَجِبَ لَہُ النَّارُ.

ترجمہ:

ہمیں ابوالحسن بن قبیس نے خبر دی، ہم سے ابومنصور بن خیرون نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر خطیب بغدادی، ہمیں حسن بن محمد الخلال، ہمیں محمد بن المظفر نے خبر دی، سے ابوبکر مکرم بن احمد بن محمد بن مکرم و ابومحمد عبداللہ بن احمد، انہوں نے کہا: ہم سے ابوحازم عبدالحمید بن عبدالعزیز، ہم سے شعیب بن ایوب، ہم سے حسن بن زیاد اللؤلؤی، ہم

سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے محارب بن دثار اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والا (اپنی جگہ سے) اپنے پاؤں ہٹا نہیں پاتا کہ اس کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔"

(ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ۳۴: ۷۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۱۷۱، باب شهادة الزور (قدیمی کتب خانه)

(۲) مسند ابی حنیفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۷۴۴، حدیث نمبر ۹۵۶، ۹۵۸، ۹۶۳

(۳) مسند ابی یعلی جلد۱۰ ص۳۹، حدیث نمبر ۲۳۷۳

(٤) المعجم الاوسط للطبرانی جلد۷ ص۳۱۹، حدیث نمبر ۷٦۱٦

(۵) مستدرك حاكم جلد٤ ص۱۰۹، کتاب الاحکام حدیث نمبر ۷۰٤۲

(٦) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۱۰ ص۱۲۲، باب وعظ القاضی الشهود حدیث نمبر ۲۰۱۷۱

(۷) تمهید لابن عبدالبر جلد۵ ص۷۳

(۸) حلیة لابی نعیم جلد۷ ص۲٦٤

(۹) مسلم جلد۱ ص۹٤، باب الکبائر واکبرها (مکتبة الحسن)

(۱۰) بخاری جلد۱ ص۳٦۲ باب ما قیل فی شهادة الزور (مکتبة المیزان)

(۱۱) تاریخ بغداد جلد۲ ص٤۰۳

تحقیق حدیث:

یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔امام صاحب نے یہ حدیث محارب بن

دثار سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی دینے والے کے بارے میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے کہ اس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ جھوٹی گواہی دینا گناہِ کبیرہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے شیخین نے صحیحین میں نقل کیا ہے۔ بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ سب سے بڑے کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور فرمائیے، فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، باپ کی نافرمانی کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے فوراً اٹھ بیٹھے فرمایا سنو اور جھوٹی بات کہنا، جھوٹی گواہی دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو بار بار فرمایا۔

(ماخوذ تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۳۵۴، مطبوعہ مکتبہ المیزان)

(۴۶)......کچلی والے درندے سے ممانعت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچلی سے شکار کرنے والے ہر درندے سے منع فرمایا۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب مَا يُنْهٰى عَنْ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حدیث نمبر ٣٤٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد٢ ص٨٣٠، باب لحوم الحمر الانسية، باب اكل كل ذى ناب من السباع (مكتة الميزان)

(٢) صحيح مسلم، جلد٢ ص١٤٧ باب تحريم اكل كل ذى ناب من السباع (مكتبة الحسن)

(٣) جامع الترمذی جلد١ ص٢٧٣، باب فی كراهية كل ذى ناب وذى مخلب (قديمى)

(٤) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٥٣٣ باب ماجاء فی اكل السباع (مكتبة الحسن)

(٥) سنن النسائی جلد٢ ص١٩٨، باب تحريم اكل السباع (قديمى)

(٦) سنن ابن ماجة ص٢٣٢، باب اكل كل ذى ناب من السباع (قديمى)

(٧) مؤطا امام مالك ص٤٩٢، باب تحريم كل ذى ناب من السباع (مكتبة الحسن)

(٨) كتاب الآثار لابى يوسف جلد١ ص٢٤٠

(٩) مسند ابى حنيفة لابى نعيم اصبهانی ص٢١٦

(١٠) بيهقى جلد٩ ص٣٣١

(١١) مسند امام احمد جلد٤ ص١٩٣، ١٩٤

(١٢) مشكل الآثار للطحاوى جلد٣ ص٢٧٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں بھی تین راوی ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام صاحب کے استاد محارب بن دثار اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یعنی ہر وہ درندہ جو کیلہ رکھتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ مثلاً شیر، چیتا، بھیڑیا، ریچھ، ہاتھی، بندروغیرہ۔ یہ حدیث بجنسہ حضرت ابن عباس، خالد بن ولید، علی ابن ابی طالب، جابر بن عبداللہ، ثعلبہ الخشنی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم چھ اصحاب برگزیدہ سے کتب صحاح میں مروی ہے اور جو اپنے معنی عمومی کے لحاظ سے قطعی الدلالت ہے اور روایت کی رو سے بھی قریباً قطعی۔ پس بجو اور لومڑی کو بھی اس کا حکم عمومی بلاشبہ شامل ہے۔ کیونکہ وہ بھی کیلے رکھتے ہیں اور درندوں میں ان کا شمار ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۳۳۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۴۷)...... حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَاْتِيْنَا بِالْخَبَرِ لَيْلَةَ الْاَحْزَابِ فَيَنْطَلِقُ الزُّبَيْرُ فَيَاْتِيْهِ بِالْخَبَرِ كَانَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کی رات ارشاد فرمایا:

دشمن کے متعلق ہمیں کون خبر لا کر دے گا؟ تین مرتبہ ایسا ہوتا ہے اور تینوں مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور جا کر خبر لاتے ہیں، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(مسند حصكفى كتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الزُّبَيْرِ حديث نمبر ۳۷۱)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی دیگر بڑے بڑے محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) بخارى جلد ۲ ص۵۹۰ باب غزوة الخندق وهى الاحزاب (مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲۸۱، باب من فضائل طلحة والزبير رضى الله عنهما (مكتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۲، فضائل الزبير رضى الله عنه (قديمى كراچى)

(٤) مسند احمد ٣٦٥/٣

(٥) سنن الكبرى للبيهقى ٦/ ٣٦٧/ ١٤٨

(٦) جامع الترمذى جلد٢ /٢١٥، مناقب الزبير ابن العوام (قديمى كراچى)

(٧) دلائل النبوة بيهقى ٤٣١/٣

نوٹ:

یہی روایت بخاری اور مسلم میں بھی تین واسطوں کے ساتھ موجود ہے۔ امام بخاری

اور امام مسلم اور صحابی کے درمیان ۳ واسطے ہیں جب کہ یہی روایت امام ابوحنیفہ سے مروی ہے امام صاحب اور صحابی کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے تو معلوم ہوا کہ امام صاحب کی سند بخاری ومسلم کی سند سے زیادہ مضبوط اور عالی ہے تو اگر مسلم و بخاری کی روایت قبول ہے تو امام صاحب کی روایت بطریق اولیٰ قبول کرنا چاہیے۔

شرح حدیث:

غزوہ احزاب کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کا حال معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو دشمن کے لشکر کا حال معلوم کر کے لائے۔ ظاہر ہے کہ اس میں جان کا بھی خطرہ تھا تو اس موقعہ پر حضرت زبیر نے سبقت کی۔ عرض کیا کہ اس خدمت کو میں انجام دوں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہر نبی کے لیے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن العوام ہیں۔

بلا شبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ عشرہ مبشرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح بھی قرابتِ قریبہ حاصل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب بن عبد المطلب کے بیٹے ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہونے کی وجہ سے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کو بھی اسلام کے قبول کرنے کی پاداش میں مشقت وعذاب سے گزرنا پڑا۔ ان کے چچا ان کو دھوئیں سے تکلیف پہنچاتے تاکہ اسلام سے باز آجائیں۔ یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تلوار کھینچی اور یہ احد کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم رہے۔ پورا نام زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب ہے۔ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔ ان کی وفات بصرہ میں صفوان نامی جگہ پر ہوئی عمر بن

جرموز نے ۳۶ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر چونسٹھ سال تھی۔ پہلے وادی سباع میں دفن ہوئے پھر ان کو بصرہ منتقل کر دیا گیا۔

تحقیق حدیث:

(۱) اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۲) اس سند کے دوسرے راوی محمد بن المنکدر ہیں۔ پورا نام محمد بن منکدر بن عبد اللہ بن الھُدَیر ہے۔ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ ثقہ راوی ہے۔ (تقریب جلد۲ص۱۳۷ھ قدیمی)

محمد بن المنکدر ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ مثلاً بخاری جلد۱ص۵۹۰ میں یہی روایت موجود ہے۔

ان کی وفات ۱۳۰ہجری میں ہوئی ہے۔ (تقریب جلد۲ص۱۳۷ قدیمی)

مولانا محمد حسن سنبھلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص۸۳ مکتبۃ المیزان)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۴۸)......سفر میں نماز کو مختصر کرنے کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ محمد بن منکدر سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں، حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں ظہر کی چار اور عصر کی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(مسند حصکفی كتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِي تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ حديث نمبر ١٤٩)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ ؒ کا اپنے شیخ محمد بن المنکدر ر سے روایت کردہ اس حدیث کو مشہور محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص١٤٨، باب يقصر اذا خرج من موضعه.

(مكتبة الميزان)

(٢) مسلم جلد١ ص٢٤٢ باب صلوٰة المسافرين وقصرها

(مكتبة الحسن)

(٣) جامع الترمذی جلد١ ص١٢١، ١٢٢، باب التقصير فی السفر

(قديمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد١ ص١٧٠، باب متی يقصر المسافر

(اقرا قرآن كمپنی)

(٥) سنن نسائی جلد١ ص٢١١، كتاب تقصير الصلوٰة فی السفر

(قديمی)

شرح حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادہ سے جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کرنے سے پہلے ظہر کی نماز کی چار رکعتیں پڑھی لیکن جب سفر شروع ہوا اور ذوالحلیفہ میں پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں

عصر کی نماز دو رکعت پڑھیں اور یہ جگہ ذوالحلیفہ مدینہ سے تین کوس (میل) کے فاصلہ پر ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب سفر شرعی کے ارادہ سے انسان اپنے شہر یا گاؤں کی عمارات سے نکل جائے تو قصر نماز پڑھنا شروع کر دے۔ یعنی ہر چار رکعت والی نماز کو دو رکعت کر کے پڑھے۔ یہی امام ابوحنیفہ ؒ کا مسلک ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے تین راوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور محمد بن المنکدر ر اور حضرت انس بن مالک ؓ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(٤٩)......عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيقَةَ، قَالَتْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَايِعَهُ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ أُصَافِحُ النِّسَاءَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ محمد بن منکدر ر سے وہ امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کرتے ہیں حضرت امیمہ بنت رقیقہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرسکوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(مسند حصکفی كتاب الادب، باب مَنْ لَمْ يُصَافِحِ النِّسَاءَ حديث نمبر ٤٥٨)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ ؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی اسناد سے

نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص ۳۷۵، باب ما یجوز من الشروط فی الاسلام الخ

(۲) ترمذی ۲۸۸/۱ باب ماجاء فی بیعة النساء

(۳) سنن ابن ماجة ۲۰۶، باب بیعة النساء

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔ حدیث حسن صحیح۔

(٤) مسند احمد ٦/٤٥٤، ٤٥٩

(٥) مسلم جلد۲ ص ۱۳۱، باب کیفیة بیعة النساء (مکتبة الحسن)

(٦) موطا امام مالك جلد۱ ص ۷۳۱ (مکتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے ان شیخ محمد بن المنکدر ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ تیسرے راوی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ بن بجاء ہے۔ (تقریب جلد۲ ص ۲۲۹ (قدیمی)

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اشعة اللمعات میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ امیمہ رضی اللہ عنہا صحابیہ تھیں۔ اور ان کی والدہ رقیقہ ام المومنین سیدہ خدیجة الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔

(تنسیق النظام ص ٤٠ مکتبة المیزان)

شرح حدیث:

صحیحین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ مردوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ کرتے تھے۔ عورتوں سے کبھی مصافحہ نہیں کیا۔ اکثر زبانی بیعت کرتے تھے۔ اور کبھی کپڑے کے واسطے سے بیعت لیتے تھے۔ اللہ اکبر یہ عفت و پاک دامنی کی، شرم وحیا کی کس قدر بلند مثال ہے، ،رامت کے لیے کتنا خوبصورت درس ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اس کو بھی

بھلا دیا ہے۔ بعض لوگ دینی پیشوا اور مقتدا ہو کر مردوں اور عورتوں کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ رکھتے ہیں اور عورتوں سے بھی مصافحہ کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اور ہماری یہ رفتار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی احتیاط اور ہماری یہ جرأت و بے باکی، حقیقت میں ایسا عمل اسلام کی عزت وناموس کو تباہ کرتا ہے۔

(مسند امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی، ترمیم واضافہ کے ساتھ ص ۳۷۱، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۰)...... یتیمی کب تک رہتی ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُتْمَ بَعْدَ الْحُلُمِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا، باب الی متی یکون الیتیم حدیث نمبر ۵۲۰)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۲ ص ۳۹۷ باب ما جاء متی ینقطع الیتیم (مکتبة الحسن)

(۲) سنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ ص ۲۶۰

(۳) مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۳۸۹۹

(٤) نصب الرایہ جلد۳ ص۱۱۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ محمد بن منکدر ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ان دونوں کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

شرح حدیث:

یتیم وہ ہی بچہ کہلائے گا جس کا باپ مر گیا ہو اور ابھی وہ بالغ نہ ہوا ہو اور اگر وہ بالغ ہو گیا تو وہ شریعت کی اصلاح میں یتیم نہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۱۱، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۱)......یتیم بچی کا نکاح کروانا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوَّجَتْ يَتِيْمَةً كَانَتْ عِنْدَهَا فَجَهَّزَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے ایک یتیم بچی کا نکاح کروایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس سے جہیز عطا فرمایا۔

(مسند حصکفی باب هل يذكر الرجل لابنته من يزوجها حديث نمبر ۲۶۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں کچھ

ترمیم کے ساتھ نقل کیا ہے الفاظ حدیث میں اگرچہ کچھ تبدیلی ہے لیکن مسئلہ بالکل ویسا ہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں موجود ہے۔

(۱) ابن ماجة ص ۱۳۷، باب الغناء والدف (قديمي)

(۲) مشكوة جلد۲ ص۲۸۰، كتاب النكاح، باب اعلان النكاح والخطبة والشرط (مكتبه رحمانيه)

(۳) فتح البارى شرح بخارى جلد۹ ص۱۹۵

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاقِ کریمہ سے یتیم لڑکی کا جہیز خود بنفس نفیس مہیا فرمادیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم لڑکی کے نکاح میں جہیز کے اسباب مہیا کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں شامل ہے۔ اس لیے معاشرے کے صاحب استطاعت لوگوں کو چاہیے کہ وہ یتیم بچی کے نکاح میں مالی معاونت کریں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی، ترمیم و اضافہ کے ساتھ، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۴۲)

(۵۲)......صفوں کے ملانے والوں کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن یسار سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يَصِلُ الصُّفُوفَ حدیث نمبر ۱۳۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص ۷۰، باب اقامة الصفوف (قديمي)

(۲) السنن الكبرىٰ للبيهقي جلد۳ ص ۱۰۱، ۱۰۳، باب اقامة الصفوف

(۳) صحيح ابن خزيمة جلد۳ ص ۲۳ حديث نمبر ۱۵۵۰

(۴) مستدرك للحاكم جلد۱ ص ۲۱۳

(۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص ۹۷، باب تسوية الصفوف (اقرأ قرآن كمپنی)

(۶) مسند ابی حنيفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص ۴۸۹ حديث نمبر ۵۴۳

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں صفوں کو ملانے کی فضیلت بیان فرمائی کہ ایسے آدمی پر جو صفوں کو ملاتے ہیں سیدھا رکھتے ہیں اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کو ملانے سیدھا رکھنے کی بہت تاکید فرمائی

ہے۔ کیونکہ صف کو سیدھا رکھنا یہ نماز کا حسن ہے۔ نماز کی خوبصورتی ہے۔ اور صف سیدھی نہ رکھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید سنائی ہے فرمایا کہ اگر تم صف سیدھی نہ رکھو گے تو تم اختلاف میں پڑھ جاؤ گے اللہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کردے گا کیونکہ انسان کے ظاہر عمل سے انسان کی باطنی کیفیت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور جس مقام پر ظاہری اطاعت نہ ہو تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ باطنی اطاعت بھی مفقود ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات گزر چکے ہیں۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ استاد عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پورا نام عطاء بن یسار الہلالی کنیت ابو محمد مدنی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عابد ہیں، ثقہ راوی ہیں۔

(تقریب جلد ا ص ۶۷۶ قدیمی)

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ ان عطاء سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ (تنسیق النظام ص ۷۳ المیزان)

امام ابن معین اور ابوزرعہ نے ان کو ثقہ کہا ہے اور امام ابن سعد نے ان کو ثقہ کہا اور کثیر الحدیث کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۱۸ حیدر آباد دکن)

اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اصل نام ونسب سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر انصاری ہے۔ ان کے اجداد میں جو ابجر ہیں ان ہی کا نام خدرہ تھا۔ جس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ خود یہ بھی اس غزوہ میں شرکت کے لیے پہنچے تھے۔ لیکن کم عمر ہونے کی وجہ سے واپس کر دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد پھر یہ تقریباً بارہ غزوات میں حضرا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ شریک رہے۔ ان کے مناقب وفضائل بے شمار ہیں۔ آپ کی وفات سن ٦٤ یا ٤٧ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (تقریب جلد١ ص٣٤٥ قدیمی)

(٥٣)...... جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے؟

اِبْنُ أَبِی السَّبْعِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ رَأَیْتُ أَبَا حَنِیفَةَ یَسْأَلُ عَطَاءً عَنِ الْإِمَامِ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ أَیَقُولُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ؟ قَالَ مَا عَلَیْهِ أَنْ یَقُولَ ذٰلِكَ. ثُمَّ رَوَی عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَلَّی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِیرًا طَیِّبًا مُبَارَكًا فِیهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَا الْمُتَكَلِّمُ بِهٰذِهِ؟ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ الرَّجُلُ أَنَا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ قَالَ فَوَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَیْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِینَ مَلَكًا یَبْتَدِرُونَ أَیُّهُمْ یَكْتُبُهَا لَكَ، أَوْ مَنْ یَرْفَعُهَا لَكَ.

ترجمہ:

ابن ابی السبع بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عطاء سے یہ سوال پوچھتے ہوئے دیکھا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہہ لے تو اس کے بعد ربنا لک الحمد بھی کہے گا؟ فرمایا کہ امام پر یہ کہنا ضروری نہیں، پھر انہوں نے دلیل کے طور پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت پیش کی کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک آدمی نے یہ جملہ کہا ربنا لک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا۔ یہ جملہ کس نے کہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تب وہ آدمی بولا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے یہ

جملہ کہا تھا، فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو اس کی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھا کہ کون اس کا ثواب پہلے لکھ لے اور ان کو سب سے پہلے اوپر لے جائے۔

(مسند حارثی کتاب الصلوٰة باب مَا یَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حدیث نمبر ١٠٦)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص١١٠ باب القنوت (مکتبہ المیزان)

(٢) سنن النسائی جلد١ ص١٦٢، باب ما یقول المأموم (قدیمی)

(٣) سنن ابی داؤد جلد١ ص١١١، باب ما یستفتح به الصلوٰة من الدعاء (اقرأ قرآن کمپنی)

(٤) مشکوٰة جلد١ ص٨٣، باب الرکوع (مکتبہ رحمانیہ)

(٥) عقود الجواهر المنفیه جلد١ ص٦٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

اس حدیث کی سند کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عطاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں پورا نام عطاء بن ابی رباح ہے۔ ابو رباح کا اصل نام اسلم ہے۔ تیسرے طبقہ کا ثقہ راوی ہے۔ فاضل ہیں۔ کثیر الارسال راوی ہیں۔ مشہور قول کے مطابق ان کی وفات سن ١١٤ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد١ ص٦٧٤، قدیمی)

ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے امام اوزاعی، بن جریج، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(تهذيب التهذيب جلد٧ ص١٩٩، حيدر آباد دكن، تنسيق النظام ص٧٢ مكتبة الميزان)

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے، صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے یا ربنا لک الحمد بھی کہے تو اس بارے میں ائمہ سے مختلف روایات وارد ہیں۔ بہرحال اس پر اتفاق ہے کہ منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والا) سمع اللہ بھی کہے اور ربنا لک الحمد بھی کہے اور اس پر بھی اکثر کا اتفاق ہے کہ مقتدی سمع اللہ نہ کہے اور امام کے متعلق امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ امام صرف سمع اللہ کہے۔ چنانچہ مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت عطاء حدیث کے اسی مقام سے استدلال لا رہے ہیں اور یہی خیال عقل اور نقل کے موافق ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اور مقتدی دونوں کے عمل کی تقسیم فرمادی ہے۔ جیسا کہ (بخاری جلد ۱ ص ۱۰۹ باب فضل اللهم ربنا ولک الحمد مطبوعہ المیزان) میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہ امام جب سمع اللہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو تو بخاری کی اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا وظیفہ مقرر فرما دیا کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۱۴۲ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۴)......ستاروں میں دیکھنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّظَرِ فِی النُّجُوْمِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء سے وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں میں دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصكفي كتاب الادب، باب النَّظَرُ فِي النُّجُوْمِ حديث نمبر ٤٦٢)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) الكامل لابن عدى جلد٥ ص١٩١٦

(٢) الدر المنثور للسيوطى جلد٣ ص٣٥

(٣) تاريخ بغداد جلد٦ ص١٣٤

(٤) مجمع الزوائد جلد٥ ص١١٦

(٥) كنز العمال حديث نمبر ٢٩٤٣٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی عطاء بن ابی رباح اور تیسرے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یعنی علوم نجوم میں زیادہ غور و خوض اور اس کی باریکیوں میں الجھنا شرعاً مذموم ہے۔ دیلمی

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت لاتے ہیں کہ علم نجوم کو دیکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ سورج کی ٹکیہ کو دیکھنے والا کہ اس کو جس قدر دیکھے اس قدر نظر کمزور ہوتی ہے۔ دار قطنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں مرفوع روایت لاتے ہیں کہ سیکھو علم نجوم کو جہاں تک تم کو خشکی وتری کی اندھیریوں میں اس سے ہدایت مل سکے۔ پھر اس سے باز رہو۔ یعنی ایک حد تک دنیوی کاروبار میں اس سے مدد لے سکتے ہو۔ اس میں بالکل کھو جانا روا نہیں ہے۔ مسلم ابوداؤد میں یوں ہے کہ جس نے علم نجوم سیکھا اس نے گویا جادو سیکھا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۷۳ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۵)......ثریا ستارہ کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا طَلَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَاتُ يَعْنِىْ الثُّرَيَّا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطا سے وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ثریا ستارہ طلوع ہو جائے تو پھلوں کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

(مسند حصکفی باب وما لا یجوز حدیث نمبر ۲۳۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) کتاب الآثار لامام محمد ص ۳۸۰ حدیث نمبر ۹۰۷

(۲) طحاوی مشکل الآثار جلد ۳ ص ۹۱

(۳) مسند امام احمد جلد ۲ ص ۳۸۸

(٤) تمهيد لابن عبدالبر جلد ۲ ص ۱۹۳

(٥) المعجم الصغير للطبراني جلد ۱ ص ٤۱

(٦) مجمع الزوائد جلد ٤ ص ۱۰۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی عطاء بن ابی رباح اور تیسرے راوی صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان سب کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حجاز کے شہر میں موسم گرما کے شروع میں ثریا فجر کے ساتھ ساتھ نکلتا ہے۔ تو گویا یہ پھلوں پر آفات کے ٹل جانے کا ایک پیغام ہوتا ہے اور ان کے مراد پر پہنچ جانے کی سب سے بڑی نشانی۔ (ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۰۰ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵٦)...... جمرات پر کنکری پھینکنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَفِىْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَانَ غُلَامًا حَسَنًا فَجَعَلَ يُلَاحِظُ النِّسَاءَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَهُ فَلَبّٰى حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ اَخِيْهِ اَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عطاء رحمہ اللہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سوار کرلیا۔ وہ ایک خوبصورت لڑکے تھے، انہوں نے عورتوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا چہرہ عورتوں کی طرف سے پھیرتے رہے اور جمرۂ عقبہ کی رمی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ پڑھا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي رَمْيِ الْجِمَارِ حدیث نمبر ۲۶۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۲۸، باب التلبیة والتکبیر غداة النحر (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۴۱۵، باب استحباب ادامة الحاج التلبیة حتی یشرع فی رمی (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۸۵ باب ما جاء متی یقطع التلبیة فی الحج (قدیمی)

(۴) سنن ابن ماجة ص۲۱۸، باب متی یقطع الحاج التلبیة (قدیمی)

(۵) سنن نسائی جلد۲ ص۵۰ باب قطع المحرم التلبیة اذا رمی جمرة العقبة (قدیمی)

(۶) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵۲ باب متی یقطع التلبیة (اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۳۹

(۸) مسند احمد جلد۱ ص۲۱۰، ۲۱۴

(۹) بیهقی جلد۵ ص۱۱۲

(۱۰) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۱ ص۴۱۶، ۴۱۷، باب التلبیة متی یقطعها الحاج (مطبوعه مجتبائی پاکستان)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حاجی تلبیہ کب تک کہے اس بارے میں ائمہ کی مختلف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور فقہاء کا مسلک ہے کہ دس ذوالحجہ یوم النحر کی صبح رمی جمرہ کے شروع کرنے سے پہلے پہلے تک کہے۔ رمی شروع کرتے ہی بند کردے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن نماز صبح تک پڑھے پھر پڑھنا بند کردے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، امام مالک رحمہ اللہ اور فقہائے مدینہ کا مذہب ہے کہ عرفہ کے دن زوال آفتاب تک تلبیہ کہے اور وقوفِ عرفہ کے شروع ہونے کے بعد نہ کہے۔ امام احمد اسحاق اور بعض سلف کا خیال ہے کہ رمی جمرہ عقبہ سے فراغت تک کہے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کی دلیل یہی مذکورہ حدیث ہے اور دیگر احادیث صحیحہ بھی ہے لیکن

مخالفین کے پاس کوئی معقول دلیل نظر نہیں آتی اور مذکورہ حدیث کے لفظ (لم یزل) سے شک ہوتا ہے کہ اس سے امام احمد اور اسحاق کا مذہب صحیح ہے لیکن نہیں کیونکہ اس شک کو نسائی کی یہ روایت دور کرتی ہے (فاذا رمی قطع التلبية) یعنی ادھر رمی شروع ہوئی اور پہلی کنکری ماری اور ادھر تلبیہ ختم۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۲۲۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۷)......استلام کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِلَامِ حدیث نمبر ۲۴۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی کتابوں میں اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۴۱۱ باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة (مكتبة الحسن)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۷۴ باب الرمل من الحجر الی الحجر (قدیمی)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۶۰ باب فی الرمل (اقرأ قرآن کمپنی)

(۴) سنن ابن ماجة ص۲۱۱، باب الرمل حول البیت (قدیمی)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۳۸ باب الرمل من الحجر الی الحجر (قدیمی)

(۶) مجمع الزوائد جلد۳ ص۲۳۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے عطاء، تیسرے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

رمل کہتے ہیں سینہ تان کر شانوں کو ہلاتے ہوئے تیز تیز قدم چلنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چار میں حسب عادت رفتار میں چلے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ رہی وہ روایت جو صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر دو رکنوں کے درمیان صرف مشی (چلنا) ہے تو یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما والی حدیث سے منسوخ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ کیونکہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں عمرة القضاء کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سن ۷ ہجری میں فتح مکہ سے پہلے وقوع پذیر ہوا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل فرمایا لہٰذا چونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث دوسرے واقعہ (حجۃ الوداع) کو بیان کرتی ہے اس لیے اب یہی قابل عمل ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۲۵ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۸)......رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ

حَجَّةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

(مسند حصکفی باب فضیلة العمرة فی رمضان حدیث نمبر ۲۵۴)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۳۹ باب عمرة فی رمضان (مکتبہ المیزان)

(۲) صحیح مسلم جلد۱ ص۴۰۹ باب فضل العمرة فی رمضان (مکتبہ الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۲۱۵ باب العمرة فی رمضان (قدیمی)

(۴) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۸۶، باب ماجاء فی عمرة رمضان (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۷۲ باب العمرة (اقرأ قرآن کمپنی)

(۶) داری جلد۲ ص۵۲

(۷) مسند امام احمد جلد۴ ص۷۷، ۱۸۶

(۸) کامل للبغوی جلد۶ ص۲۰۶۶

(۹) نصب رایه جلد۲ ص۵۶

(۱۰) کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۲۹۰

(۱۱) مجمع الزوائد جلد۳ ص۲۸۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پیچھے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

عمرہ کی فضیلت و برتری بہت سی روایات میں وارد ہوئی ہے۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں حج کے لیے پوری طرح تیار ہو چکی تھی۔ مگر مجھ کو کوئی عارضہ پیش آ گیا تھا۔ حج کی ادائیگی سے قاصر رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ رمضان میں عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔ مقصد کلام کا یہ ہے کہ عمرہ کو حج سے کم تر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ایک بابرکت اور سعادت کا عمل ہے اگر رمضان کے مہینہ میں اس کو ادا کیا جائے جو خود ایک مبارک مہینہ ہے تو عمرہ کی فضیلت اس مبارک مہینہ کی فضیلت سے مل کر ایک حج کے برابر اللہ کے نزدیک شمار ہوتی ہے گویا اس طریقہ سے عمرہ کی ادائیگی کی طرف زبردست ترغیب دلائی ہے۔ اس حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان میں عمرہ کرے گا اس کو حج کے برابر ثواب ملے گا۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص۲۳۴ ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۹)......رکاز کا حکم

ابو حنیفه عن عطاء عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الرکاز ما رکزه الله تعالیٰ فی المعادن الذی ینبت فی الارض

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکاز وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کانوں میں گاڑا ہوگا جو پیدا ہوتی ہے زمین میں۔

(مسند حصکفی کتاب الزکوٰۃ، باب الرکاز حدیث نمبر ۱۹۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) کنز العمال حدیث نمبر ۵۰۹۶۱

(۲) سنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۱۵۹

(۳) مسند امام اعظم للحصکفی ص۱۰۶ (مکتبۃ المیزان)

(۴) مجمع الزوائد جلد۳ ص۷۸

(۵) کامل لابن عدی جلد۲ ص۸۳۴

(۶) سنن کبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۱۵۲

(۷) مسند ابی یعلی للموصلی حدیث نمبر ۶۶۰۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

رکاز سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کان ہے اور اہل حجاز کے نزدیک اہل جاہلیت کا دفینہ یعنی وہ چیزیں جو زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے زمین میں دفن کر دیا تھا۔ پہلا معنی حدیث کے سیاق کے مطابق زیادہ مناسب ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم سے رکاز کے بارے میں پوچھا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سونا اور چاندی، اللہ تعالیٰ نے جب زمین بنائی تھی اس وقت سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے جاننا چاہیے کہ کان میں جو چیزیں نکلتی ہیں وہ تین قسم کی ہیں۔

(۱)......ایک تو جمی ہوئی ہوتی ہے جو پگھلنے اور منطبع ہونے کے لائق ہوتی ہے۔ یعنی جس پر سکے وغیرہ کا نقش ہو سکے جیسے سونا، چاندی اور لوہا وغیرہ اور اس کے مانند چیزیں۔

(۲)......دوسری وہ چیزیں جو جمی ہوئی نہیں ہوتی۔ جیسے تیل، پانی، رال، گندھک وغیرہ۔

(۳)......تیسرے جو منطبع نہ ہو سکیں جیسے چونا اور ہڑتال اور پتھر یاقوت وغیرہ

امام صاحب کے نزدیک ان میں صرف پہلی قسم میں خمس واجب ہے اور اس میں ایک سال کا گزرنا شرط نہیں ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے چاندی میں خمس (پانچواں حصہ) واجب ہے دوسری چیزوں میں نہیں ہے یعنی معدنیات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص۲۱۹ مکتبہ العلم)

(۶۰)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَقْنُتْ إِلَّا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يَدْعُوْ عَلٰى عُصَيَّةَ وَذَكْوَانَ ثُمَّ لَمْ يَقْنُتْ إِلٰى أَنْ مَاتَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس دن قنوت پڑھی جس میں عصیہ اور ذکوان نامی قبائل پر بددعا فرماتے تھے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک قنوت نہیں پڑھی۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ باب القُنُوْتِ فِي الْفَجْرِ حدیث نمبر ۱۱۴)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اگرچہ الفاظ کی کمی زیادتی ہے لیکن نفس مسئلہ مضمون بعینہ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی حدیث میں ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۰۴ باب القنوت فی الصلوٰۃ (اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) بیہقی جلد۲ ص۲۱۳

(۳) مجمع الزوائد جلد۲ ص۱۳۷

(٤) طحاوی جلد۱ ص۱٦۸

(۵) مسلم جلد۱ ص۲۳۷ باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات (مکتبة الحسن)

(٦) بخاری جلد۱ ص۱۳٦ باب القنوت قبل الرکوع وبعده (المیزان)

(۷) سنن النسائی جلد۱ ص۱٦۳ باب القنوت بعد الرکوع ص۱٦٤ باب ترك القنوت (قدیمی)

نوٹ:

مذکورہ تمام کتابوں میں ''اربعین'' کے بجائے شہراً کا لفظ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔
[illegible]سرے راوی امام صاحب کے استاد عطیہ بن سعد بن جنادہ کوفی ہیں۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible]سے حدیثیں روایت کی ہیں۔(تنسیق النظام ص۷۳ مکتبة المیزان)

عطیہ عوفی متکلم فیہ راوی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں صدوق کہا ہے۔

(تقریب جلد۱ ص۹۷۸ (قدیمی)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عطیہ اجلاء تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام ص۷۳ مکتبة المیزان)

عطیہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

(تهذیب الکمال جلد۲۰ ص۱٤٦ مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت

عطیہ کی وفات سن ۱۲۲ ہجری میں ہوئی۔(تقریب جلد۱ ص۹۷۸ (قدیمی)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس دن صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی ہے اور بعض روایت میں ایک مہینے کا ذکر ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی اور چھوڑ دی۔تو امام صاحب سے مروی یہ مذکوہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وتر کے علاوہ فرض نمازوں میں روزانہ اور ہمیشہ قنوت نازلہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ جب مسلمانوں کو کسی حادثہ نے آلیا ہو یا کوئی وبا مثلاً قحط یا کسی کو دشمن کے حملہ کا خوف ہو تو پھر یہ پڑھی جائے گی ورنہ دیگر امن وامان کے حالات میں بالکل نہیں پڑھی جائے گی۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص۹۴۷ مکتبہ العلم))

(۶۱)......اداءِ حج میں جلدی کرنا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیُعَجِّلْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرنا چاہیے کہ اس ارادہ کی تکمیل میں جلدی کرے۔

(مسند حصکفی کتاب الحج، باب التعجیل فی الحج، حدیث نمبر ۲۲۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۴۳ باب فی التجارة فی الحج
(اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۲۰۷ باب الخروج الی الحج (قدیمی)

(۳) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۱۴، ۳۲۳، ۳۵۵

(۴) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۴ ص۳۴۰ باب یستحب من تعجیل الحج اذا قدر علیه

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۸ ص۲۸۸

(۶) تاریخ بغداد جلد۵ ص۴۷

(۷) سنن دارمی جل۲ ص۲۸

(۸) مستدرک حاکم جلد۱ ص۴۴۸

(۹) امالی لابن سمعون جلد۲ ص۱۸۵

(۱۰) دولابی جلد۲ ص۱۲

(۱۱) دارمی جلد۲ ص۴۵، حدیث نمبر 1784

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ جو شخص حج کرنے پر قادر ہو پس اس کو چاہیے کہ جلدی کرے اور فرصت کو غنیمت جانے اس لیے کہ اس کی تاخیر میں بہت سی آفتیں ہیں اور ہمارے مذہب کی صحیح روایت اور امام مالک اور احمد سے یہ ہے کہ حج علی الفور واجب ہے یعنی جب حج فرض ہو جائے اور جانے کا موسم آ جائے۔ اور قافلہ بہم پہنچے اگر قافلہ کی ضرورت ہو تو اس سال حج کرے۔ دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے اگر کئی سال تک تاخیر کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ پھر اگر اسباب جاتا رہے تو قرض اس کے ذمے رہے گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب علی التراخی ہے یعنی اخیر عمر تک جائز ہے جیسے کہ نماز کی تاخیر آخری وقت تک جائز ہے۔ مگر جب حج کے فوت ہونے کا گمان ہو تو تاخیر نہ کرے۔ اگر کوئی شخص حج فرض ہونے کے بعد مر گیا اور اس نے حج نہ کیا تو وہ تمام کے نزدیک گنہگار رہا اور ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ اگر وہ حج نہ کرے اور اس کا مال ضائع ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مال قرض لے۔ اگر چہ اس کے ادا پر وہ قادر نہ ہو اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مواخذہ نہیں کرے گا بشرطیکہ وہ ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔ جب قادر ہوں گا تو ادا کروں گا۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص۶۹۴ مکتبۃ العلم)

(۶۲)...... باندی کی طلاق

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَاقُ الْاَمَةِ اثْنَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باندی کی طلاق دو مرتبہ ہے اور اس کی مدت دو حیض ہیں۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْاَمَةِ، حدیث نمبر ۲۹۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۲۴ باب ماجاء ان طلاق الامة تطليقتان (قديمي)

(۲) سنن ابن ماجة ص۱۵۰، ۱۵۱، باب فی طلاق الامة وعدتها (قديمي)

(۳) عقود الجواهر المنيفة

(۴) دار قطنی جلد۴ ص۳۸

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ لونڈی دو طلاقوں سے مطلقہ ہو کر حرام ہو جاتی

ہے جیسے کہ آزاد عورت تین طلاقوں سے حرام ہوتی ہے پس دو طلاقیں اس کے حق میں بمنزلہ تین طلاق کے ہے اور اس کی عدت دو حیض ہے جیسا کہ آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہو گی اور لونڈی کی ڈیڑھ ماہ ہو گی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طلاق و عدت میں اعتبار عورت کا ہے، مرد کا نہیں پس اگر عورت آزاد ہو گی تو وہ تین طلاق سے حرام ہو گی اور اس کی عدت تین حیض ہو گی اگرچہ وہ کسی غلام کے نکاح میں ہو اور اگر لونڈی ہو تو طلاقیں اس کی دو ہوں گی اور اس کی عدت بھی دو حیض ہو گی اگرچہ اس کا خاوند آزاد ہو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس کے موافق ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں طلاق و عدت میں مرد کا اعتبار ہو گا۔ اگر مرد آزاد ہو گا تو وہ تین طلاقوں سے مغلظہ ہو گی اور اس کی عدت تین حیض ہو گی اگرچہ وہ عورت لونڈی ہو اور اگر مرد غلام ہو گا تو اس کی بیوی دو طلاقوں سے مغلظہ ہو جائے گی اور اس کی عدت دو حیض ہو گی اگرچہ بیوی آزاد ہو۔

یہ روایت اس پر بھی دال ہے کہ عدت حیض سے شمار ہو گی نہ کہ طہر سے جیسا کہ ہمارا مذہب ہے۔

اور اس روایت سے اس پر بھی دلالت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ثلاثة قروء" میں قروء سے حیض مراد ہے نہ کہ طہر۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۳ ص۴۴۲، ۴۴۳ مکتبہ العلم)

(۶۳)...... سود ادھار میں ہوتا ہے

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالتَّمَرُ بِالتَّمَرِ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً

بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ کَیْلاً بِکَیْلٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ کَیْلاً بِکَیْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عطیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سو سونے کے بدلے برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، چاندی کو چاندی کے بدلے برابر وزن کے ساتھ بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، کھجور کو کھجور کے بدلے برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، جو کو جو کے بدلے برابر برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، ایک روایت میں گندم کا ذکر بھی آیا ہے۔

(مسند حصکفی باب الربٰو فی النسیئة، حدیث نمبر ۳۳۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۰ باب بیع الفضة بالفضة (المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲۴، ۲۵ باب الربا (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۹۴ باب صرف الذهب بالورق (قدیمی)

(۴) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۵، باب ما جاء ان الحنطة بالحنطة مثلا بمثل وکراهیة التفاضل فیه، باب ما جاء فی الصرف (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۷۶، باب فی حلیة السیف تباع بالدراهم (مکتبة الحسن)

(۶) مؤطا امام مالك ص۵۸۲ باب بیع الذهب بالورق عینا و تبرا (مکتبة الحسن)

(۷) سنن النسائی جلد۲ ص۲۲۰ باب بیع الشعیر بالشعیر ص۲۲۱، باب بیع الدرهم بالدرهم (قدیمی)

(۸) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۹۶

(۹) بیهقی جلد۵ ص۲۲۸، ۲۷۶

(۱۰) مسند امام احمد جلد۳ ص۴۹، ۵۰، ۶۶، ۶۷، ۹۷

(۱۱) ابن جارود حدیث نمبر ۶۴۸

(۱۲) مستدرك حاكم جلد۲ ص۴۹

(۱۳) طحاوی جلد۲ ص۲۳۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

شریعت میں ربو یعنی سود اس اضافے کو کہا جاتا ہے جو عوض سے خالی ہو یعنی وہ اضافہ کسی شیء کے بدلہ میں نہ ہو اور عقد یعنی معاملہ کرتے وقت اس اضافے کی شرط لگائی جائے ربو (سود) اصل میں دو قسم کا ہے۔

(۱)..... ربو نسیہ یعنی نقد کو ادھار یعنی وعدے کے ساتھ بیچنا جب کہ جنس یا قدر میں مشترک ہو۔

(۲)..... ربو فضل یعنی تھوڑے کو زیادہ کے بدلے میں بیچنا جب کہ جنس اور قدر ایک ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں قسمیں حرام ہیں۔

یاد رکھیے کہ حنفیہ کے نزدیک سود کی حرمت کی علت (وجہ) قدر مع الجنس ہے۔ قدر کا

معنی ہے کہ کسی چیز کا کیلی یا موزونی ہونا یعنی وہ چیز کیل کر کے یا وزن کر کے بیچی جاتی ہو اور جنس سے مراد کسی شی کی حقیقت ہے۔ مثلاً گندم کا گندم ہونا، چاول کا چاول ہو وغیرہ لہٰذا جہاں دو چیزیں قدر اور جنس میں متحد ہوں گی تو وہاں کمی وبیشی اور ادھار کے ساتھ لین دین حرام سود ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات بیان فرمائی ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا حرام ہے کیونکہ دونوں ایک جنس بھی ہے اور قدر بھی ہے تو دونوں علتیں موجود نہ ہو تو کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز تو ہوگا لیکن ادھار پھر بھی حرام ہے۔ مثلاً گندم کی بیع چاول کے بدلے میں تو یہ کمی بیشی کے ساتھ بالکل جائز ہے کیونکہ یہاں دونوں علتیں موجود نہیں بلکہ صرف ایک علت ہے۔ اور وہ قدر ہے (یعنی موزونی ہونا) جنس نہیں ہے کیونکہ چاول الگ جنس ہے اور گندم الگ جنس ہے تو اس قسم کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ تو جائز ہے لیکن ادھار بیع کرنا جائز نہیں۔ ادھار کی صورت میں سود کی علت نہ بھی پائی جائے پھر بھی بیع (خرید وفروخت) حرام ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق ترمیم واضافہ جلد۳ ص۹۷ مکتبہ العلم)

(۶۴)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصداً جھوٹی بات کی نسبت کرنے پر سخت وعید کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عطیہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص

جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے اسے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالینا چاہیے۔

(مسند حصکفی کتاب العلم، باب مَا جَاءَ فِي تَغْلِيْظِ الْكِذْبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر ۳۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱، باب اثم من كذب على النبی صلی الله عليه وسلم (الميزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۷، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (مكتبة الحسن)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۱٤، باب التشديد فی الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (مكتبة الحسن)

(٤) سنن ابن ماجة ص۵، باب التغليظ فی تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (قديمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۲ ص۹٤، باب ماجاء فی تعظيم الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص۱۲۳، باب ماجاء فی الذی يفسر القرآن برايه، ص۵۱، ابواب فتن (قديمی)

(٦) سنن دارمی جلد۱ ص۷٦، ۷۷، باب اتقاء الحديث عن النبی صلى الله عليه وسلم والتثبت فيه

(۷) مستدرك حاكم جلد۱ ص۷۷، ۱۰۲

(۸) سنن الكبرىٰ للبيهقی جلد۳ ص۲۷٦

(۹) مشكل الآثار لطحاوی جلد۱ ص٤٠

(۱۰) معانی الآثار لطحاوی جلد۲ ص۱۲۸، ۲۹۵

(۱۱) مسند امام احمد جلد۳ ص۱۱۴، ۳۰۳

(۱۲) مجمع الزوائد جلد۱ ص۱۴۲، ۱۴۸

(۱۳) فتح الباری جلد۱ ص۲۰۳، ۲۰۴

(۱۴) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۲۵، ۱۹۵

(۱۵) مسند ابی حنیفه لابن خسرو بلخی جلد۱ ص۴۷۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا انجام بیان کیا ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیث بیان کرنے میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ جب انسان کو پوری تسلی اور یقین ہو جائے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ جب تک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اطمینان نہ ہو اس وقت تک لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے صرف اس کو بیان کرنا چاہیے جس کے بارے میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا یقین یا غلبہ ظن ہو۔ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط نسبت ہو جائے کیونکہ جھوٹ اور غلط نسبت پر شدید وعید مذکور ہے۔

(ماخوذ شرح مسند اعظم ص ۳۱۳ مکتبۃ العلم)

(۶۵)......شفاعت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قَالَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الشَّفَاعَةُ يُعَذِّبُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ يُخْرِجُ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُؤْتٰى بِهِمْ نَهْرًا يُقَالُ لَهُ الْحَيْوَانُ فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمَّوْنَ فِي الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ ثُمَّ يَطْلُبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَيُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يُخْرِجُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ النَّارِ مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ وَالْقِبْلَةِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ فَيُؤْتٰى بِهِمْ نَهْرًا يُقَالُ لَهُ الْحَيْوَانُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهِ فَيَنْبُتُوْنَ بِهٖ كَمَا يَنْبُتُ الثَّعَارِيْرُ ثُمَّ يُخْرِجُوْنَ مِنْهُ وَيُدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمَّوْنَ فِيْهَا الْجَهَنَّمِيِّيْنَ ثُمَّ يَطْلُبُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّذْهِبَ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمَ فَيُذْهِبَ عَنْهُمْ. وَزَادَ فِيْ اٰخِرِهٖ وَعُتَقَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى. وَرَوٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ رُوْبَةَ شَدَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ عوفی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''مقام محمود'' والی آیت میں ''مقام محمود'' سے مراد ''شفاعت'' ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی ایک جماعت کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرے گا، اس کے بعد میری سفارش پر انہیں جہنم سے رہائی نصیب ہوگی، جہنم سے رہائی کے بعد انہیں ''حیوان'' نامی ایک نہر پر لایا جائے گا، وہ اس میں غسل کریں گے، پھر جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت میں انہیں ''جہنمی'' کہہ کر پکارا جائے گا، پھر وہ اللہ سے درخواست کریں گے تو یہ نام بھی ان سے دور کر

دیا جائے گا۔

ایک دوسری روایت میں بھی یہی مضمون آیا ہے جس کے...... میں یہ اضافہ بھی ہے اس کے بعد انہیں ''اللہ کے آزاد کردہ لوگ'' کہا جانے لگے گا' نیز امام صاحب نے اس روایت کو ایک دوسری سند سے بھی نقل کیا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِی الشَّفَاعَةِ حدیث نمبر ۲۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے الفاظ کی کمی زیادت کے ساتھ اپنی کتابوں میں اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ اگرچہ الفاظ کی کمی زیادتی ہے لیکن مفہوم و معنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب ؒ سے مروی ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۱۰۴ باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار (مکتبة الحسن)

(۲) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۲۴

(۳) جامع المسانید لامام خوارزمی جلد۱ ص۱۴۷

(۴) مشکوة جلد۲ ص۵۰۱، باب الحوض والشفاعة (مکتبه رحمانیه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔ یہ روایت حضرت ابوسعید خدری ؓ کے حوالے سے امام صاحب ؒ نے دو مختلف سندوں سے نقل فرمائی ہے اور دونوں سندوں سے یہ روایت ''ثنائیات'' کے درجے میں آتی ہے ایک سند میں امام صاحب ؒ کے استاد عطیہ ہیں اور دوسری سند میں شداد میں عبدالرحمٰن ان کے استاذ ہیں۔

شرح حدیث:

شفاعت کے بارہ میں جو ہم معنی احادیث وارد ہیں وہ تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں ان ہی

میں ابی سعید سے امام مسلم ایک لمبی حدیث لائے ہیں جو اسی کے ہم معنی ہے۔ بزاز ابی ہریرہ ؓ سے بسند ثقات حدیث مرفوع روایت کرتے ہیں۔ طبرانی اوسط میں مغیرہ ؓ سے مرفوع روایت لاتے ہیں اور اوسط میں انس ؓ سے الفاظ کا کہیں کہیں اختلاف ہے۔ مضمون تقریباً ایک ہی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی ؒ کنز مدفون میں شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ اقسام بیان کرتے ہیں۔ ایک وہ جو شفاعت عظمیٰ کے نام سے موسوم ہے جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام میں آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ اس وقت کی جائے گی کہ ساری مخلوق کے معدنیات فیصل ہوتے ہوں گے۔ دوسری وہ شفاعت جو اس امت کا حساب جلد لینے کے لیے کی جائے گی۔

چنانچہ ابن ابی الدنیا نے ایک لمبی مرفوع حدیث ان الفاظ سے نقل کی ہے کہ اے میرے رب ان کا حساب جلد لیجیے تو وہ بلائے جائیں گے تیسری وہ شفاعت جو ان لوگوں کے بارہ میں کی جائے گی جن کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ پھر وہ اس شفاعت سے نجات پائیں گے۔ ابن ابی الدنیا نے اس کی بھی ایک مرفوع حدیث میں روایت کی ہے۔ بدیں الفاظ کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت کو دوزخ کا حکم ملے گا تو کہنے لگیں گے۔ اے محمد! سفارش کیجیے میں فرشتوں سے کہوں گا۔ ذرا ان کو روکے رکھو پھر میں چلا جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ سے حاضری کی درخواست کروں گا۔ تو مجھ کو سجدہ کی اجازت ملے گی پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان کو نکال لاؤ۔ چوتھی وہ شفاعت جو کہ آپ اپنے چچا حضرت ابی طالب کے حق میں فرمائیں گے کہ ان کا عذاب گھٹ جائے۔ پانچویں وہ شفاعت جو آپ چند اقوام کے بارہ میں فرمائیں گے کہ وہ ملا جو سب جنت میں جائیں۔ قاضی عیاض نے اس کا ذکر کیا ہے۔ چھٹی وہ شفاعت جو آپ ان سب کے جنت میں داخل ہونے کے بارہ میں کریں گے۔ جن کو جنت کا حکم مل چکا ہے۔ ساتویں وہ شفاعت جو آپ جنتیوں کے بارہ میں

فرمائیں گے کہ ان کے درجات بلندیوں اور ان کے اعمال سے زائد ان کو اعزاز نصیب ہو۔ معتزلہ اس شفاعت کو مانتے ہیں۔ آٹھویں وہ شفاعت جو آپ مرتکبین گناہ کبیرہ کے حق میں فرمائیں گے جو دوزخ میں بھیجے جاچکے ہیں اور وہ آپ کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم ص ۵۹ محمد سعید اینڈ سنز)

مقام محمود کی تشریح وتعریف کے سلسلے میں محدثین اور مفسرین نے تفصیلی کلام فرمایا ہے لیکن ہم ان تمام اقوال کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے ''مقام محمود'' کی تعریف یوں بھی کرسکتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام امتیازات جو قیامت کے دن ساری کائنات کے سامنے روزِ روشن کی طرح واضح ہوجائیں گے اور آپ کی وہ تمام خدمات جو ہر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہوگا اور آپ کی وہ تمام خوبیاں جن پر خالق کائنات بھی آپ کی مدح سرائی کرتا ہے، ان امتیازات وخدمات اور خوبیوں کو ''مقامِ محمود'' کہتے ہیں۔

(۶۶)......فراست مومن کا بیان

حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ الْمُتَفَرِّسِیْنَ.

ترجمہ:

حماد اپنے والد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے وہ عطیہ رحمہ اللہ سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ بمعنی فراست والے۔

(مسند حصکفی کتاب التفسیر، باب مَا جَاءَ فِیْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ حدیث نمبر ۵۰۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۲ ص۱۴۵، باب سورۃ الحجر (قدیمی)

(۲) میزان الاعتدال لذهبی جلد۵ ص۱۱۵۴

(۳) الفوائد لشوکانی حدیث نمبر ۲۴۳

(۴) الدر المنثور جلد۴ ص۱۰۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اللہ کے نور سے دیکھنے کے دو معنی ہوسکتے ہیں پہلا یہ کہ مؤمن ایمان کی بدولت اور مجاہدہ اور ریاضت کے طفیل سے درجہ ولایت کو پہنچتا ہے اور کرامت کے طور پر بعض بعض واقعات وحالات اس پر منکشف ہوجاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحیح دلائل کی روشنی میں اور تجربوں کے ماتحت اس کو ہر چیز کے بارہ میں صحیح علم بخشتے ہیں اور عاقبت اندیشی اور دور اندیشی میں اس میں بلند درجہ کی پیدا ہوجاتی ہے اور زندگی میں وہ اپنے لیے صحیح تر راستہ دریافت کرلیتا ہے۔ (ماخوذ مسند امام اعظم مترجم ص ۳۹۹ محمد سعید اینڈ سنز)

(۶۷)......پانی جس چیز سے ہٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عطیہ رحمہ اللہ سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سمندر جس چیز سے ہٹ جائے اسے کھالو۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمه، باب مَا جَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ حديث نمبر ٤٠١)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٥٣٤، باب فی اكل الطافی من السمك (مكتبة الحسن)

(٢) سنن ابن ماجة ص٢٣٤، باب الطافی من صيد البحر (قديمی)

(٣) مصنف ابن شيبة جلد٥ ص٣٨١، باب ما قذف به فی البحر وجزر عنه الماء

(٤) سنن الكبریٰ للبيهقی جلد٩ ص٢٥٦، باب من كره اكل الطافی

(٥) سنن دار قطنی جلد٤ ص٢٩٨

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر آ جائے اس کے علاوہ سب مچھلیاں حلال۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ جس مچھلی کو تم زندہ شکار کرو تو اس کو کھاؤ۔ اور جس کو تم مردہ پانی میں تیرتی ہوئی پاؤ اس کو مت کھاؤ۔

(مطبوعہ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص۳۴۳ م سعید اینڈ سنز)

(٦٨)......جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

(مسند حصكفی كتاب الادب، باب مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ حديث نمبر ٤٦٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(١) جامع الترمذی جلد٢ ص١٧، باب ماجاء فی الشكر لمن احسن اليك (قديمی)

(٢) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٦٦٢ باب فی شكر المعروف (مكتبة الحسن)

(٣) مجمع الزوائد جلد٨ ص١٨١

(٤) الادب المفرد للبخاری، حديث نمبر ٢١٨

(٥) صحيح ابن حبان، حديث نمبر ٢٠٧٠

(٦) مسند طيالسی ص٣٢٩، حديث نمبر ٣٤٩١

(٧) مسند امام احمد جلد ٢ ص٢٩٥، ٣٠٢، ٣٨٨، ٤٩٢

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ملاعلی قاری اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ظاہر ہے جس نے بندے کا تھوڑا سا احسان نہ مانا اس کا شکریہ ادا نہ کیا تو وہ کس طرح اللہ کے زبردست اور لاتعداد احسانات کا شکر ادا کرے گا۔ یا فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ بندوں کے احسانات بھی چونکہ دراصل اللہ ہی کے احسانات ہیں۔ اس لیے جس نے بندوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کیا تو اس نے گویا اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص۳۴۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۶۹)......خطبہ سے پہلے بیٹھنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جَلَسَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ جَلْسَةً خَفِيْفَةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ عطیہ سے وہ ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر رونق افروز ہوتے تو خطبہ سے قبل تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِي الْجَلْسَةِ قبل الخطبة حدیث نمبر ۱۴۰)

تخریج حدیث:

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۵۶، باب الجلوس اذا صعد المنبر (اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) بخاری جلد۱ ص۱۲۴، باب الاذان یوم الجمعة (مکتبة المیزان)

بخاری والی روایت مذکورہ حدیث کے لیے بطور شواہد کے ہے۔ بخاری والی روایت میں مرکزی راوی سائب بن یزید نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے کا عمل بیان فرما رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین ؓ کے دور میں ایسا ہوتا تھا کہ امام خطیب اذان (خطبہ) سے پہلے منبر پر آ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۷۰)......عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيْ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُزَوَّجُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ عطیہ عوفی ؒ سے وہ ابی سعید خدری ؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ اپنے نکاح میں رکھ کر نکاح نہ کیا جائے۔ (دونوں کو

جمع نہ کیا جائے)

(مسند حارثی باب لا یجمع بین المرأة وعمتها وخالتها حدیث نمبر ۲۶۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۷۶۶، باب لا تنکح المرأة علی عمتها (المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۴۵۲، ۴۵۳، باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها او خالتها (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱٤، باب ما جاء لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۸۱، باب تحریم الجمع بین المرأة وخالتها (قدیمی)

(۵) سنن ابن ماجة ص۱۳۸، ۱۳۹، باب لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (قدیمی)

(٦) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص۸۲۱، حدیت نمبر ۱۲٦۲

(۷) کتاب الآثار لامام محمد ص۳٤٤

(۸) مصنف ابن ابی شیبة جلد۳ ص۵۲٦، باب فی المرأة تنکح علی عمتها او خالتها

(۹) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۹۱

(۱۰) سنن المجتبیٰ جلد٦ ص۹۸ باب تحریم الجمع بین المرأة

وخالتها، حدیث نمبر ۳۲۹۷، ۳۲۹۸

(۱۱) مسند امام احمد جلد۱ ص۷۷، حدیث نمبر ۵۷۷

(۱۲) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ ص۲۱۸، حدیث نمبر ٦۹۰۸

(۱۳) عقود الجواهر المنیفة جلد۱ ص۱٤۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی تشریح پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

(۷۱)......کیا کوئی مسلمان کسی عیسائی کا وارث ہوسکتا ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِیَّ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ عَبْدَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ ابو زبیر ؒ سے وہ حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان عیسائی کا وارث نہیں ہوسکتا الا یہ کہ وہ اس کا غلام یا باندی ہو۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا باب هَلْ یَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِیَّ؟ حدیث نمبر ۵۱٦)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۰۰، باب : یرث المسلم الکافر ولا الکافر

المسلم (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۳۳، کتاب الفرائض (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۳۱، باب فی ابطال المیراث بین المسلم والکافر (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۰۳، باب هل یرث المسلم الکافر والکافر المسلم (مکتبة الحسن)

(٥) سنن ابن ماجة ص۱۹۵، باب میراث اهل الاسلام فی اهل الشرك (قدیمی)

(٦) دارمی جلد۲ ص۳۶۹

(۷) مؤطا امام مالك ص ٦٦٦، باب میراث اهل الملل (مکتبة الحسن)

(۸) دار قطنی جلد٤ ص۷٤، حدیث نمبر ٤٥٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔
دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ ابوزبیر مکی ہیں اور حکیم بن حزام بن خویلد قرشی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔
ابوزبیر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام مالک، ثوری، عبید اللہ بن عمر رحمہم اللہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ مکہ کے تابعی ہیں۔ (تنسیق النظام ص۷۲ مکتبة المیزان)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کو یعقوب بن شیبہ نے ثقہ کہا ہے اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے فرمایا کہ میں نے ابن مدینی سے ابوزبیر کے بارے میں

سوال کیا تو ابن مدینی نے فرمایا کہ ابوزبیر ثقہ ہیں۔ اور ہشیم نے حجاج کے حوالے سے فرمایا اور ابن ابی لیلیٰ نے عطا کے حوالے سے فرمایا کہ حجاج اور عطاء فرماتے ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو جب ہم ان کے پاس سے نکلے تو ہم نے ان سے سنی ہوئی حدیثوں کا مذاکرہ کیا تو ابوزبیر نے ہم سے زیادہ حدیثیں یاد کی تھیں۔ عثمان دارمی نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ سے ابوزبیر کے متعلق کہا تو یحییٰ نے فرمایا کہ ابوزبیر ثقہ ہیں۔ عثمان فرماتے ہیں کہ پھر میں نے کہا کہ آپ کے نزدیک محمد بن منکدر زیادہ محبوب ہیں یا ابوزبیر تو یحییٰ نے فرمایا کہ دونوں ہی ثقہ ہیں اور ابن سعد نے فرمایا کہ ابوزبیر کثیر الحدیث ثقہ راوی تھے۔
(تہذیب التہذیب جلد۹ ص۴۴۳ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مسلمان اور کافر کے درمیان مسئلہ توارث کی مختصر وضاحت یہ ہے کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔ البتہ اس میں ضرور اختلاف ہے کہ آیا مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے یا نہیں۔ جمہور صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ کا یہ ہی مسلک ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ ان کی حجت یہ ہی حدیث ہے یا اس جیسی احادیث جو کتب صحاح میں وارد ہیں کہ ان میں توریث سے صاف انکار ہے سوا اس صورت کے کہ نصرانی مرد غلام ہو یا نصرانی عورت۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ توریث کے قائل ہیں۔ اور وہ اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ "الاسلام یعلوا ولا یعلی" کہ اسلام غالب رہتا ہے نہ مغلوب مگر یہ دلیل قوی نہیں کیونکہ اس حدیث میں محض فضیلت اسلام کا ذکر ہے۔ نہ ارث کا بخلاف احادیث مذہب اول کے کہ ان میں ارث سے صاف انکار ہے۔ پھر ارشاد الساری میں ہے کہ اگر نصرانی مسلمان کا غلام ہو تو مسلمان نصرانی کے مرنے کے بعد اس کے مال کا حق دار اس لیے بنتا ہے

کہ غلام کا مال اس کی ملک نہیں۔ وہ دراصل اس کا آقا ہے تو گویا مسلمان آقا ہونے کے سبب اس کے مال کا مستحق بنتا ہے۔ نہ وارث ہونے کی حیثیت ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۴۰۹ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۲)......تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہونے کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَدْخُلَ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ وَمَنْ لَمْ يَسْتُرْ عَوْرَتَهُ مِنَ النَّاسِ كَانَ فِي لَعْنَةِ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْخَلْقِ أَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی ایسے شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، حلال نہیں کہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل ہو اور اس نے اپنی شرمگاہ کو لوگوں سے چھپا نہ رکھا ہو، کیونکہ ایسا کرنے والا اللہ کی، فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت میں ہوتا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ حدیث نمبر ۴۶۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن نسائی جلد۱ ص۷۰، باب الرخصۃ فی دخول الحمام (قدیمی)

(۲) جامع الترمذی جلد۲ ص۱۰۷

(۳) کامل لابن عدی جلد۲ ص۳۷۲۸

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں سخت وعید فرمائی ہے جو بغیر کسی شرعی عذر کے اپنا ستر لوگوں کو دکھاتے ہیں بلکہ فرمایا کہ ایسے آدمی پر اللہ کی، فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے یعنی اپنے شرمگاہ کو لوگوں کو بے باکی سے دکھانا اللہ کو سخت ناراض کرتا ہے۔ تو پھر فرشتوں اور اللہ کی مخلوق کی پھٹکار لعنت ایسے بندے پر کیوں نہ ہو۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۷۳ ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

نوٹ:

یاد رکھیے مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر پورا جسم ہے۔

(۷۳)......سرکہ کی فضیلت کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْأُدَامُ الْخَلُّ.

ترجمہ:

امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمۃ، باب مَا قِيْلَ فِي الْخَلِّ حدیث نمبر ۴۱۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) صحیح مسلم جلد۲ ص۱۸۲، باب فضیلة الخل (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۳۵، باب فی الخل (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۲۳۸، باب الایتدام بالخل (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۲ ص۵ باب ماجاء فی الخل (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۷ ص۲۸۰، جلد ۱۰ ص۶۳

(٦) مستدرك حاكم جلد٤ ص٥٤

(۷) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۵۶۹

(۸) مصنف ابن ابی شیبة جلد۸ ص۱٤۹

(۹) مسند دارمی جلد۲ ص۱۰۱

(۱۰) شرح السنة للبغوی جلد۱۱ ص۳۰۹

(۱۱) مسند امام احمد جلد٤ ص٤۰۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

سرکہ کی تعریف وتوصیف میں بعینہٖ یہی الفاظ کتب صحاح ستہ میں متعدد طرق سے مروی ہیں ترمذی میں حضرت ام ہانی سے یوں روایت ہے: وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور سوکھی روٹی ہے اور سرکہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاؤ وہی لاؤ، جس

گھر میں سرکہ ہو وہ گھر ترکاری سے خالی نہیں۔ بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کو پسند فرماتے اور یہ طبیعت پاک کو بہت مرغوب تھا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص۳۴۹ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۴۷)......مخابزہ سے ممانعت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَزَةِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابزہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصكفی باب مَا جَاءَ فِی النهی عن المخابزة حديث نمبر ۳۵۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) صحیح مسلم جلد۲ ص۱۰، ۱۱ باب النهی عن المحاقلة والمزاینة وعن المخابزة (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۸۳ باب فی المخابزة (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲٤۵، باب ماجاء فی المخابزة والمعاومة (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۱۹، باب بیع الزرع بالطعام (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد٦ ص۱۲۸ ۱۳۳

(٦) مصنف ابن ابی شیبة جلد٦ ص۳٤۵ ۳٤٦

(۷) مشکل الآثار لطحاوی جلد٤ ص۹۳

(۸) مسند حمیدی، حدیث نمبر ۱۲۵۵

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد ابو زبیر اور تیسرے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

مخابزہ اور مزارعہ یہ دونوں قریب قریب معنی کے الفاظ ہیں۔ زمین کو کرایہ پر دینے کی دو صورتیں ہیں۔

(۱)..... زمین کی کسی پیداوار کے بدلے میں مثلاً ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے بدلے میں زمین کو کرایہ پر دینا اس شرط کے ساتھ کہ بیج زمین کے مالک کا ہوگا اس معاملہ کو بیع مزارعہ کہتے ہیں۔

(۲)..... بیع مخابزہ میں بھی بالکل یہی صورت ہوتی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مزارعہ میں بیج زمین کے مالک ہوتا ہے اور مخابزہ میں بیج مالک کا نہیں بلکہ عامل یعنی زمین پر کام کرنے والے مزدور کا ہوتا ہے یہ دونوں صورتیں زمین کا کرایہ پر دینے کی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک اس جیسی احادیث کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم ص ۳۲۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۷۵)..... شیطان کا فتنہ پیدا کرنا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عن ابن الزبیر عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم اَنَّهُ قَالَ عَرْشُ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ فَیَبْعَثُ سَرَایَا فَیَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابن زبیر سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس سمندر پر اپنا عرش بچھاتا ہے اس کے بعد شیطانوں کے لشکر بھیجتا ہے۔ یہ شیطان لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ جس کا فتنہ زیادہ بڑا ہوتا ہے وہ ابلیس کے نزدیک زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

(جامع المسانید جلد۳ ص۱۱۵ حدیث نمبر ۱۱۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند امام احمد جلد۳ ص ۳۳۲، ۳۸٤ . ۳۵٤

(۲) البدایه و النهایه جلد۱ ص۵۸، ۵۹

(۳) مسلم جلد۲ ص ۳۷٦، باب تحریش الشیطان و بعثه سرایا لفتنة الناس (مکتبة الحسن)

(٤) مشکوة جلد۱ ص۱۹ باب فی الوسوسة (مکتبه رحمانیه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں ہے کہ شیطان اپنی حکومت کا تخت سمندر پر رکھتا ہے بعض علماء نے اس کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ اس سے مراد شیطان کا تسلط اور غلبہ ہے اور بعض دیگر علماء کے نزدیک اپنے ظاہر اور حقیقت پر محمول ہے کہ شیطان فی الواقع اپنا تخت سلطانی سمندر پر رکھتا ہے اور پھر اپنی ذریت اور کارندوں کو فتنہ اور فساد کی کارروائیوں کے لیے روانہ کرتا ہے اور جب اس کی

اولاد اور کارندے واپس آ کر اپنی اپنی کارگزاریاں سناتے ہیں تو سب سے زیادہ اس کی کارگزاری پر خوش ہوتا ہے۔ جس کا فتنہ زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

مسلم جلد۲ ص ۳۷۶ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ شیطان کا محبوب اور پسندیدہ کام خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا ہے۔ ابلیس اپنے اس کارندے کے کام پر زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جو خاوند اور بیوی کے درمیان فتنہ، فساد، لڑائی اور جدائی ڈال دے کیونکہ میاں اور بیوی کے باہم تنازع سے غیظ وغضب اور غفلت میں ایسے جملے صادر ہوجاتے ہیں کہ جو بیوی کے لیے طلاق بائن کو مستلزم ہوں اور طلاق بائن یا مغلظ کی صورت میں بیوی اپنے خاوند پر حرام ہوجاتی ہے اور اس سے شیطان کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ خاوند اپنی حماقت اور جہالت کی وجہ سے عورت کو اپنی منکوحہ اور بیوی سمجھتا ہے اور وظیفہ زوجیت اس سے بدستور جاری وساری رکھتا ہے۔ جب کہ حقیقت میں یہ فعل حرام ہوتا ہے اور اس فعل حرام کے نتیجہ میں ناجائز اور حرام کی اولاد پیدا ہوتی ہے جس سے روز بروز حرام زادوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ایسے لوگ پھر دنیا میں فسق وفجور، گناہ ومعصیت فتنہ، فساد اور شر انگیزی کا کارنامہ سرانجام دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں روئے زمین پر فساد اور فتنہ عام ہوجاتا ہے امن اور سکون ختم ہوجاتا ہے۔ الغرض خاوند اور بیوی کا تنازع ایک فتنہ اور فساد نہیں بلکہ یہ فسادات کثیرہ کو مستلزم ہے۔ اس وجہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ۱ ص ۱۸۱ مکتبہ العلم)

(۷۶)..... کلمہ توحید کی گواہی تک لوگوں سے قتال کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ابوزبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک وہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار نہ کرلیں جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو سمجھ لیں کہ انہوں نے اپنی جان ومال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، سوائے اس کلمے کے حق کے' اور ان کا حساب کتاب اللہ کے ذمے ہوگا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ حدیث نمبر ۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۸، باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۳۷، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ (مکتبۃ الحسن)

(۳) مسند امام احمد جلد۱ ص۱۱، ۱۹، ۳۵، جلد۲ ص۳۷۷، جلد۳ ص۳۰۰

(٤) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۱ ص۷، ٥٤، جلد۲ ص۳۳، جلد۲ ص۹۲، جلد٤ ص۱۰٤

(٥) مستدرك حاکم جلد۲ ص٥۲۲

(٦) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٦۹۱٦، ۱۰۰۲۰، ۱۰۰۲۱، ۱۰۰۲۲

(۷) سنن ابن ماجة ص۲۸۱ باب الکف عمن قال لا الہ الا اللہ (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں بھی. تینوں راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام صاحب کے استاد حضرت ابوزبیر اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں فرمایا حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ ایک صورت تو اس کی یہ ہے کہ کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو اب ان کی جانیں اور مال محفوظ ہیں اور امن کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان تو نہ ہوئے۔ لیکن اسلام کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور اسلام کے جھنڈے کے سائے میں امن کے خواہاں ہوئے۔ مثلاً جزیہ قبول کیا۔ صلح کے طالب ہوئے۔ اسلام کے اقتدار اعلیٰ کے سامنے سر جھکا دیا۔ تو یہ صورت بھی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرنے کی ہے۔ گویا یہ بھی اس کلمہ کے اقرار میں داخل ہے۔ اِلَّا بِحَقِّهَا سے وہ مواقع مراد ہیں جن میں بسلسلہ تعزیرات اور نفاذ احکام اسلام پر بھی ان کی جانیں بھی لی جائیں گی اور مال بھی مثلاً کسی کو مار ڈالا تو قصاص لیا جائے گا۔ زنا کاری کے مرتکب ہوئے رجم کیا جائے گا کسی کا مال غصب کر لیا ان کا مال چھینا جائے گا۔ اسی طرح زکوۃ وغیرہ میں ان کا مال لیا جائے گا۔ آخر میں فرمایا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ یعنی دلی حالت کے تجسس کا بار ہم پر نہیں۔ اگر زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور دل میں نفاق ریاکاری۔ یا زندیقیت چھپائے رکھی تو اس کی باز پرس ہم سے نہیں۔ ان کے حساب کتاب اور مواخذہ کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اس ذمہ داری سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سبکدوش کیا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کے پیش نظر ملحدوں اور زندیقوں کی بہ قبول کر لی جاتی ہے ان کی دلی حالت سے کوئی سروکار نہیں رکھا جاتا۔

(ماخوذ سند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۴۳ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۷)......ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کی ممانعت

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی سے وضو کرے۔

(مسند حصکفی کتاب الطهارة، باب مَا ینهی عن البول فی الماء الدائم، حدیث نمبر ۴۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۱۳۸، باب النهی عن البول فی الماء الراكد (مكتبة الحسن)

(۲) سنن النسائی جلد۱ ص۲۰، باب الماء الدائم ص۴۶، باب النهی عن البول فی الماء الراكد (قديمی)

(۳) بخاری جلد۱ ص۳۷ باب البول فی الماء الدائم (مكتبة الميزان)

(٤) سنن ابن ماجة ص۲۹، باب النهی عن البول فی الماء الراكد (قديمی)

(٥) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱، باب كراهية البول فی الماء الراكد (قديمی)

(۶) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۰، باب البول فی الماء الراکد

(اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) الکامل لابن عدی جلد۵ ص۱۸۵۸

(۸) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد۱ ص۲۳۸، ۲۳۹

نوٹ:

سنن ابی داؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں (فی الماء الراکد) کے الفاظ ہیں جبکہ مذکورہ حدیث میں (فی الماء الدائم) کے اگرچہ لفظ کی تبدیلی ہے لیکن دونوں کا مفہوم ومعنی بالکل ایک ہی ہے۔ اسی طرح مذکورہ حدیث کے آخر میں (ثم یتوضأ منہ) ہے جب کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد کے آخر میں (ثم یغتسل منہ) ہے اگرچہ اس قسم کی تھوڑی سی تبدیلی ہے لیکن ان احادیث کا مفہوم ومعنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب ؒ سے مروی مذکورہ حدیث کا ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں۔ پہلے امام ابوحنیفہ ؒ ہیں، دوسرے امام صاحب کے استاد ابوزبیر ؓ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ ؓ ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں کھڑے پانی کے اندر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ماء قلیل ہے۔ کیونکہ ماء قلیل وقوع نجاست سے نجس ہو جاتا ہے بخلاف ماء کثیر کے کہ وہ ماء جاری کے حکم میں آتا ہے اور وہ وقوع نجاست سے نجس نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں تغیر نہ ہو۔ لہٰذا اگر تھوڑے پانی میں نجاست گر گئی تو اس سے غسل اور وضو درست نہیں اور اگر ماء کثیر

میں نجاست گر گئی تو اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

بعض علماء کے نزدیک ماء کثیر میں پیشاب کرنا منع ہے اگرچہ وہ پانی پیشاب سے نجس نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر اس میں کوئی آدمی پیشاب کرے گا تو اس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس میں پیشاب کریں گے۔ جس کے نتیجہ یہ ہوگا کہ سب لوگوں کو اس میں پیشاب کرنے کی عادت ہو جائے گی اور اس قدر کثرت کے ساتھ پیشاب کرنے سے لازماً آہستہ آہستہ اس پانی میں تغیر پیدا ہو جائے گا۔ پانی کے تغیر اور تبدل سے مراد اوصاف ثلاثہ کا تغیر ہے۔ یعنی رنگ، ذائقہ اور بو۔ کیونکہ ان اوصاف کے تغیر سے پانی کی اصل حقیقت اور ماہیت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہو گیا کہ جب ماء قلیل ہو تو اس صورت میں اس میں پیشاب نہ کرنے کی نہی تحریم پر محمول ہے کیونکہ ماء قلیل وقوع نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے اور ماء کثیر کی صورت میں نہی سے مراد نہی تنزیہی ہوگی اور علماء کے نزدیک یہ تمام تفصیل دن کے ساتھ مقید ہے۔ رات کے وقت مطلقاً پانی میں قضائے حاجت اور پیشاب کرنا منع ہے اس کی علت یہ ہے کہ ندی، نالے اور تالاب وغیرہ میں رات کے وقت کیڑے مکوڑے اور دیگر جانور ہو سکتے ہیں اور اس وقت پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے سے تکلیف اور اذیت کا قوی امکان ہے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص۲۶۹ مطبوعہ مکتبۃ العلم)

(۷۸)...... آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَقًا بِلَحْمٍ ثُمَّ صَلّٰی.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر ؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربے میں پکا ہوا گوشت تناول فرمایا

اس کے بعد (جدید وضو کیے بغیر ہی) نماز پڑھ لی۔

(مسند حصکفی کتاب الطھارۃ، باب مَا جَاءَ فِيما مَسَّتْهُ النَّارُ حدیث نمبر ۴۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۱۵۷، باب الوضوء مما مست النار (مکتبة الحسن)

(۲) بخاری جلد۱ ص۳۴، باب من لم یتوضأ من لحم الشاة والسویق (مکتبة المیزان)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵، باب فی ترک الوضوء مما مست النار (اقرأ قرآن کمپنی)

(۴) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد۱ ص۳۸، ۳۹، باب الوضوء مما غیرت النار (مطبع مجتبائی پاکستان)

(۵) سنن ابن ماجة ص۳۷ باب الرخصة فی ذلك (قدیمی)

(٦) مؤطا امام مالك ص۱۸ باب ترك الوضوء مما مست النار (مکتبه الحسن)

(۷) سنن النسائی جلد۱ ص۴۰، باب ترك الوضوء مما غیرت النار (قدیمی)

(۸) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۴، باب فی ترك الوضوء مما غیرت النار (قدیمی)

(۹) الکامل لابن عدی جلد۳ ص۹۵٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راوی ثقہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس مذکورہ حدیث میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔ تو جمہور ائمہ کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

دلیل:

جمہور ائمہ کا استدلال اوپر والی مذکورہ حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث سے ہے جو دیگر کتابوں میں موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکا ہوا گوشت تناول فرمایا۔ پھر اس کے بعد بغیر جدید وضو کے نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ حدیث ناسخ ہے کیونکہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل تھا جیسا کہ نسائی ص۴۰، ابوداؤد ص۲۵ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

یا یہ کہ جن روایتوں میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے تو وہ حکم وجوب پر نہیں بلکہ استحباب پر محمول ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ وضو کیا ہے اور بعض مرتبہ وضو نہیں کیا اور یہ استحباب کی علامت ہے۔

یا یہ کہ جن روایتوں میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے کے بعد وضو کا ذکر ہے اس وضو سے مراد وضو لغوی ہے یعنی ہاتھ اور منہ کا دھونا اس کی دلیل ترمذی میں حضرت عکراش رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ اس میں وضو لغوی کا ذکر ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص۳٦۱ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۷۹)......ایک کپڑے میں نماز کے جواز کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لِأَبِي الزُّبَيْرِ غَيْرُ الْمَكْتُوبَةِ؟ قَالَ الْمَكْتُوبَةُ وَغَيْرُ الْمَكْتُوبَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اس طرح کہ اسے اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹ لیا، کسی شخص نے راوی حدیث ابولزبیر سے پوچھا کہ یہ واقعہ فرض نماز کا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فرض اور غیر فرض دونوں نمازیں پڑھی ہیں۔

(مسند حارثی کتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الصَّلٰوة، حديث نمبر ٨٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ مفہوم ومعنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص٥٢، باب الصلوٰة فی الثوب الواحد (مكتبة الميزان)

(٢) مسلم جلد١ ص١٩٨، باب الصلوٰة فی ثوب واحد (مكتبة الحسن)

(٣) سنن ابن ماجة ص٧٣، باب الصلوٰة فی الثوب الواحد. (قديمی)

(٤) مؤطا امام مالك ص ١٢٢، باب الرخصة فی الصلوٰة فی الثوب الواحد (مكتبة الحسن)

(٥) سنن النسائی جلد١ ص ١٢٤، باب الصلوٰة فی الثواب الواحد (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد١ ص٩٢، باب جماع اثواب ما يصلى فيه (اقرأ قرآن كمپنی)

(٧) سنن الكبرىٰ للبيهقی جلد٢ ص٢٣٨، باب الصلوٰة فی ثواب واحد

(٨) مسند امام احمد جلد٣ ص٢٨٦

(٩) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد١ ص٣٨٠، باب الصلوٰة فی ثواب واحد.

(١٠) كتاب الآثار لابی يوسف ص٣٤، حديث نمبر ١٦١

(١١) مسند ابی حنفة لابی نعيم الاصبهانی ص٢٦٩، حديث نمبر ١٣٢

(١٢) مسند ابی حنيفة للحارثی جلد٢ ص٧٨٠

(١٣) مسند ابی حنيفة لابن خسرو البلخی جلد١ ص٢٥٣

(١٤) صحيح ابن حبان جلد٥ ص٤٩٦

(١٥) مصنف ابن ابی شيبة جلد١ ٢٧٧ باب فی الصلوٰة فی الثوب واحد

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

جامع عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف رائے واقع ہوا۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا میں نماز پڑھی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت تھا کہ لوگوں کو کپڑے نصیب نہ تھے۔ مگر جب ان کو فراخی ملی تو اب نماز دو ہی کپڑوں میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ نے

حضرت اُبی ؓ کی رائے پر فیصلہ دیا۔ لیکن فضیلت کا جہاں تک سوال ہے حق ابن مسعود ؓ ہی کے ساتھ ہے کہ ایک کپڑے میں نماز اسی وقت تھی کہ لوگوں میں تنگی تھی جب خوشحالی نصیب ہوئی اور ایک سے زائد کپڑے نصیب ہوئے تو اب فضیلت نماز کی دو کپڑوں میں ہو گی البتہ ایک کپڑا میں نماز بغیر کسی اختلاف کے جائز ہے۔ اگر دونوں حضرات کے درمیان اختلاف جواز اور عدم جواز کا ہے جیسا کہ بعض جگہ عبارت سے شبہ ہوتا ہے تو پھر حق حضرت اُبی ؓ کے ساتھ ہے۔ اور حضرت عمر ؓ اپنے فیصلہ میں حق بجانب ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۱۰۴ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۰)......عدت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسَوْدَةَ حِیْنَ طَلَّقَهَا اِعْتَدِیْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ ؒ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ ؓ کو طلاق دی تو ان سے فرمایا کہ عدت گزارو۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِی الْعِدَّةِ حدیث نمبر ۲۸۶)

تخریج حدیث:

امام صاحب ؒ سے مروی مذکورہ حدیث کو محدثین نے دیگر کتابوں میں بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم الاصبهانی ص٦٤

(۲) بیهقی جلد۷ ص ۳۴۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راوی ثقہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ امر مختلف فیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ ؓ کو طلاق دے دی تھی۔ اور پھر حضرت سودہ ؓ کے التماس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کیا۔ یا طلاق نہیں دی تھی بلکہ محض ارادہ فرمایا تھا کہ حضرت سودہ ؓ نے التجا کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کا ارادہ ترک فرما دیا۔ آخری شق صحیح تر ہے۔ کیونکہ کتب صحاح وسنن میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کا ارادہ ہی فرمایا تھا کہ حضرت سودہ ؓ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ ؓ کو بخش دیا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سودہ ؓ طلاق سے خوفزدہ ہوئیں تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو بخش دی۔ طبرانی میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنوز مفارقت کا ارادہ ہی فرمایا تھا۔ لہٰذا اس سے پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی تھی بلکہ حضرت سودہ ؓ نے ارادہ کا پتہ چلا کر اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو دے دی اور ارادہ طلاق کو ترک کرا دیا۔

امام بیہقی، حضرت عروہ ؓ سے حدیث مرسل لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو طلاق دی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت سودہ ؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ مجھ کو مردوں کی حاجت نہیں یعنی فطری تقاضوں سے خالی ہوں۔ مگر میرا ارمان ہے کہ حشر میں آپ کی ازواج میں اٹھوں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت فرمالی۔ ابن سعد بھی اس کے ہم معنی الفاظ سے حدیث لائے ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ پھر حضرت سودہ ؓ نے اپنی باری کا دن

اوررات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۲۵۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۱)......دوغلاموں کوایک غلام کے عوض خریدنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى عَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کے بدلے دوغلام خریدے۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي اشْتَرَاءِ الْعَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ، حديث نمبر ۳۳۱)

تخریج حدیث:

اس حدیث کوبھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۲ ص۳۰، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلا (مكتبة الحسن)

(۲) سنن النسائی جلد۲ ص۲۲٦، باب بيع الحيوان بالحيوان يدًا بيد متفاضلا (قديمى)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۵، باب ماجاء فی اشتروا العبد بالعبدين (قديمى)

(٤) سنن ابى داؤد جلد۲ ص٤٧٧، باب فی ذلك اذا كان يدا بيد (مكتبة الحسن)

(٥) سنن ابن ماجة ص١٦٤، باب الحيوان بالحيوان نسئية (قديمى)

تحقیق حدیث:

اس مذکورہ حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مذکورہ حدیث میں خریداری ہاتھوں ہاتھ ہے ادھار نہیں تو بیع جائز ہے اس میں سود نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں ہر دو کا عوض ہم جنس تو ہے لیکن ان میں قدر نہیں مطلب یہ کہ غلام نہ کیلی ہے نہ وزنی (کیلی سے مراد ناپی جانے والی چیز اور وزنی سے مراد وزن کی جانے والی چیز) لہٰذا اس قسم کی بیع جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سود کی علت دو چیزیں ہیں۔ (۱) ہم جنس ہونا (۲) قدر یعنی کیلی یا موزونی ہونا اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ وہ ہم جنس بھی ہو اور اس میں قدر بھی پائی جائے تو اگر ایک چیز میں دونوں علتیں پائی جائیں تو ان دونوں کو ایک دوسرے کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا سود ہوگا۔ مثلاً ایک کلو گندم کو دو کلو گندم کے عوض بیچنا جائز نہیں سود ہے کیونکہ اس میں دونوں علتیں پائی جارہی ہیں۔ دونوں ہم جنس بھی ہیں اور موزونی بھی یعنی وزن کی جانے والی اور اگر ایک کلو گندم کو دو کلو چاول کے بدلے میں بیچا جائے تو یہ جائز ہوگا اس میں سود نہیں کیونکہ اس میں سود کی دونوں علتیں نہیں پائی جارہیں صرف ایک ہے کہ دونوں موزونی تو ہیں لیکن ہم جنس نہیں ہیں۔ سود اس وقت ہوگا جب دونوں علتیں ایک وقت میں پائی جائیں جنس اور قدر۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ترمیم واضافہ ص ۲۹۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۲)......پھل پکنے سے پہلے خریدنے کی ممانعت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَنْ يُّشْتَرٰى ثَمَرَةٌ حَتّٰى يُشْقِحَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل پکنے سے پہلے خریدنے سے منع فرمایا ہے۔(**مسند حصکفی باب مَا یجوز بیعه وما لا یجوز حدیث نمبر ۳۳۵**)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی سندوں سے کتابوں میں نقل کیا ہے الفاظ میں تبدیلی اور الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ لیکن مفہوم ومعنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۲، باب بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها.
(مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۱۱، باب النهی عن المحاقلة والمزابنة
(مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۶۰ باب النهی عن بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها (قدیمی)

(۴) سنن النسائی جلد۲ ص۲۱۶، ۲۱۷، باب بیع الثمر قبل ان یبدو صلاحه (قدیمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۲، باب ماجاء فی کراهیة بیع الثمرة قبل ان یبدو صلاحها (قدیمی)

(۶) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۷۸، باب فی بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها (مکتبة الحسن)

(۷) مؤطا امام مالک ص۵۷۳، ۵۷۴، باب النهی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحها (مکتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل پکنے سے پہلے خریدنے سے اس لیے منع فرمایا تاکہ اس کا مال ضائع ہونے سے بچ جائے۔ کیونکہ پھل کے خراب ہونے کا بھی احتمال ہے کہ درخت پر ہی پھل خراب ہو جائے تو اس کے پیسے ضائع ہو جائیں گے کیونکہ جس چیز کے لیے خریدار نے بائع کو پیسے دیے تھے وہ چیز ہی ضائع ہوگئی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خرید وفروخت سے منع فرمایا تاکہ مشتری (خریدار) کا مالی نقصان نہ ہو۔اور بعض روایات میں پھل پکنے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے وہ اس لیے کہ بائع (بیچنے والا) مشتری (خریدنے والا) کا مال بغیر کسی عوض کے نہ لے۔ مطلب یہ کہ اگر پھل پکنے سے پہلے ہی خرید وفروخت کرلی۔ خریدار نے قیمت بھی ادا کردی لیکن بعد میں پھل درخت پر ہی ضائع ہوگئے تو مشتری کو تو کچھ بھی نہ ملا اور بائع نے قیمت تو پھل کے بدلے میں لے لی تھی لیکن اب پھل ضائع ہوگیا ہے تو قیمت بغیر عوض کے ہوئی یعنی کسی چیز کے بدلے میں بھی نہ ہوئی۔ اس لیے منع فرمایا۔(ماخوذ مظاہر حق ص۸۸۲ ترمیم واضافہ مکتبہ العلم)

(۸۳)......مشتری کی طرف سے شرط کرلینے کے بیان میں

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ فَالثَّمَرَةُ وَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشْتَرِي.

وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَثَمَرَتُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہؒ ابی زبیر سے وہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص تابیر شدہ درخت فروخت کرے یا کوئی ایسا غلام جس کے پاس کچھ مال بھی ہو تو پھل اور مال بائع کا ہوگا الا یہ کہ مشتری شرط لگادے۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ جس نے غلام بیچا اس کا جو مال ہے وہ مال بائع کا ہے۔مگر یہ کہ مشتری شرط کرلے اور جس نے قلم لگا ہوا کھجور کا درخت بیچا تو اس کا پھل بائع کا ہے۔مگر یہ کہ مشتری شرط کرلے۔

(مسند حصکفی باب مَنْ بَاعَ نَخلاً مُؤَبَّرًا حدیث نمبر ۳۳۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۲۹۳، باب قبض من باع نخلاً قد ابرت الخ (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۱۰، باب من باع نخلا علیها تمر (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۵، ۲۳٦، باب ماجاء فی ابتیاع النخل بعد التابیر (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۳۷، باب النخل یباع اصلها ویستثنی المشتری ثمرها (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۸۷، باب فی العبد یباع وله مال (مکتبة الحسن)

(٦) سنن ابن ماجة ص۱٦۰، باب ما جاء فی من باع نخلا مؤبرا (قدیمی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۵۷۳، باب ماجاء فی ثمر المال یباع اصله (مکتبة الحسن)

(۸) دارمی جلد۲ ص۲۵۳

(۹) طحاوی جلد۲ ص۲۱۰

(۱۰) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۵ ص۳۲٦، ۳۲٤، ۲۹۷

(۱۱) مسند امام احمد جلد۳ ص۳۱۰، جلد۲ ص۹

(۱۲) مصنف ابن ابی شیبة جلد۷، ص۱۱۲، ۱۱۳، جلد۱۰ ص ۱٦۵

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مؤبر اس کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جس میں قلم لگایا گیا ہو اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ عرب لوگ کھجور کے درخت میں نر اور مادہ دو قسمیں مانتے تھے۔اور ایسا کرتے تھے کہ مادہ کو چیر کر اس میں نر کا گلہ یا گابہ پیوست کرتے تھے۔اس ترکیب سے درخت پھل بہت لاتا تھا۔اس عمل کو عربی میں تابیر اور اردو میں قلم لگانا کہتے ہیں۔امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھجور کا درخت مؤبر (قلم لگایا گیا ہو) یا غیر مؤبر (قلم نہ لگایا گیا ہو) دونوں صورتوں میں پھل شرط کے ساتھ مشتری (خریدار) کے ہوں گے۔اور بغیر شرط کے بائع (بیچنے والا) کے ہوں گے۔(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم ازمولانا سعد حسن ص۳۰۱ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

نوٹ:

(شرط کے ساتھ) مطلب یہ کہ مشتری درخت خریدتے وقت بائع کے سامنے شرط لگا

دے کہ تجھ سے یہ کھجور کا درخت خریدتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اس پر لگے ہوئے پھل بھی میرے ہوں گے۔ تو اس صورت میں پھل مشتری کے ہوں گے اگر شرط نہیں لگائی تو پھل بائع کے ہوں گے۔

(۸۴)...... جائز اور ناجائز بیوع کا بیان یعنی بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع فرمانا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہؒ ابی زبیر سے وہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔(مسند حصکفی باب مَا یجوز بیعه وما لا یجوز حدیث نمبر ۳۳٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۲۹۱، باب بیع المزابنة (مکتبة المیزان)

(۲) مؤطا امام مالك ص۵۷۷، باب المزابنة والمحاقلة (مکتبة الحسن)

(۳) مسلم جلد۲ ص۱۰، ۱۱، باب النهی عن المحاقلة والمزابنة (مکتبة الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۲٤۵، باب ماجاء فی المخابرہ (قدیمی)

(۵) سنن ابن ماجة ص۱٦٤ باب المزابنة والمحاقلة (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۸۳، باب فی المخابرہ (مکتبة الحسن)

(۷) مسند امام احمد جلد۳ ص٦، ۸، ٦۰

(۸) التمهید لابن عبدالبر جلد۲ ص۳۱۳

(۹) مسند حمیدی (حدیث نمبر ۱۲۹۲)

(۱۰) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد٤ ص۱۰٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ دوسرے امام صاحبؒ کے استاد ابوزبیرؒ ہیں ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اصل نام محمد بن مسلم بن تلدرس اسدی ابوزبیر مکی ہے۔ ابوزبیر نے سیدہ عائشہ، جابر بن عبداللہ، ابوطفیل، سعید بن جبیر، عکرمہ، طاؤس، صفوان بن عبداللہ، عون بن عبداللہ بن عتبہ، نافع بن جبیر بن مطعم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۹ ص۴۴۰، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد)

حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہؓ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

بیع مزابنہ کی یہ صورت ہے کہ کسی قدر ناپ تول سے درخت لگی ہوئی تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے میں بیچا جائے یا اگر انگور ہیں تو بیل پر لگے ہوئے تر انگوروں کو خشک انگوروں کے بدلے میں بیچا جائے اور بیع محاقلہ کی شکل یہ ہے کہ بالیوں (سٹوں) میں جو گندم ہے اس اس کو خشک گندم کے بدلے میں بیچا جائے تو یہ دونوں صورتیں حدیث مذکورہ کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں مبیع (جس چیز کو خریدا جارہا ہے) وہ مجہول ہے یعنی اس کا

پتہ ہی نہیں ہے ان میں نہ ہونے کا احتمال ہے ممکن ہے کہ پھل درخت پر ہی خراب ہو جائے یا اس جیسی کوئی اور صورت پیش آنے کا احتمال ہے بہرحال ایسی ہر صورت میں بیع جائز نہیں جس میں مبیع مجہول ہو خرید و فروخت کی یہ شکلیں چونکہ زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں اس لیے ان کو علیحدہ خصوصیت کے ساتھ بیان فرمایا اور ان کی حرمت پر صاف الفاظ میں تصریح فرمائی۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۲۹۹ ترمیم و اضافہ کے ساتھ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

مصنف کا مختصر تعارف

نام: علی معاویہ خان

ولدیت: غلام حسین خان

قوم: یوسف زئی پٹھان

تاریخ ولادت: 18-06-1991

مقام ولادت: بہاری کالونی گوجرانوالہ

تعلیم:

حفظ قرآن کریم: جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم سے

درسِ نظامی: جامعہ مدینۃ العلم جناح کالونی گوجرانوالہ سے

دورہ حدیث: مدرسہ انوار العلوم مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ سے

مفتی کورس: ادارۃ النعمان پیپلز کالونی گوجرانوالہ سے

دورانِ تعلیم جن اساتذہ سے علم حاصل کیا' ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

1.....حضرت مولانا مفتی عیسیٰ خان صاحب گورمانی رحمۃ اللہ علیہ

2.....شیخ الحدیث حضرت مولانا داؤد احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم

3.....مولانا عبد القدوس صاحب

4.....مولانا مفتی جمیل احمد گجر صاحب

5.....مولانا مفتی رشید احمد علوی صاحب

6.....مولانا عبد القدیر صاحب

7.....مولانا قاری ریاض احمد صاحب مہتمم جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

8.....مولانا مفتی عطاء المومن صاحب

9.....مولانا ابراہیم محمدی صاحب

10.....مولانا اعجاز احمد صاحب

11.....مولانا طلحہ حسین صاحب

12.....مولانا مفتی انور صاحب

13.....مولانا عامر جاوید صاحب

14.....قاری محمد دین صاحب

15.....مولانا مفتی محمد نعمان احمد صاحب

16.....مولانا مفتی عبدالخالق صاحب

اصلاحی تعلق:

پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء پیر جی سید مشتاق علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی سے احقر نے قائم کیا ہوا ہے۔

ملازمت:

امام وخطیب جامع مسجد حاجی بیدار خان شادمان ٹاؤن گوجرانوالہ

تصنیف وتالیف:

ثنائیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

احقر کی یہ پہلی کاوش ہے، یہ کتاب ایسی احادیث کا مجموعہ ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں اور آپ کی ثنائیات میں شمار ہوتی ہیں۔ ثنائیات ایسی احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں راوی حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہوں۔ ان روایات میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو واسطے ہیں ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ کا

نوٹ:

اس کتاب کی تصحیح میں اپنی طاقت کے مطابق پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے اور ہمیں اغلاط کی درستگی میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے حوالے سے کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے۔ خصوصاً بھائی عامر ضیاء صاحب اور بھائی حمزہ سعید صاحب جنہوں نے پروف ریڈنگ میں بھرپور تعاون کیا اور ہمارے بہت ہی قریبی دوست جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے ساتھ مالی تعاون کیا جو اپنا نام دینا نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی سعی اور تعاون کو قبول ومنظور فرمائے۔ میرے لیے اور ان حضرات کے لیے اس کتاب کو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ضروری اعلان

بہاریوں کے لیے عظیم خوشخبری

تاریخ صوبہ بہار جلد منظر عام پر آ رہی ہے

دنیا کے مختلف علاقوں میں بسنے والے بہاریوں کو یہ جان کر خوشی محسوس ہوگی کہ صوبہ بہار کی تاریخ پر ایک کتاب مرتب کی جا رہی ہے جس کا مقصد بہاریوں کو صوبہ بہار کی جغرافیائی، علاقائی و دیگر اہم پہلوؤں کی تواریخ سے آگاہ کرنا ہے۔ بحیثیت بہاری قوم ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی تاریخ کو محفوظ کریں تاکہ ہماری موجودہ اور آنے والی نسلیں اس سوال کا جواب دے سکیں کہ بہاری کون ہیں؟

اس کتاب میں بہاری علماء، دانشور، سیاستدان اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ یہ کتاب فرقہ وارانہ اور سیاسی تعصب سے بالاتر ہو کر لکھی جا رہی ہے۔

آپ سب بہاری بھائیوں سے التماس ہے کہ تاریخ صوبہ بہار سے متعلق اگر کسی بھی قسم کا مواد آپ کے علم میں ہو تو ہمیں اس سے ضرور آگاہ کریں تاکہ مذکورہ بالا کتاب کو مزید معلوماتی اور مستفید بنایا جا سکے۔

برائے رابطہ: محمد عامر ضیاء

ایڈریس: مکان نمبر 16، بہاری کالونی گوجرانوالہ

موبائل اینڈ واٹس ایپ نمبر 0346-6165090

ناشر
احسان خان مکان نمبر 124
C بلاک بہاری کالونی، گوجرانوالہ
موبائل نمبر:
0343-4863345
0332-8573411